22

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۸ھ

۲۸ نومبر سنہ ۱۹۵۸ء

قیمت ۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ہاتھ دھو کر پانی نکالو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِہٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَھَا ثَلٰثًا فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُہٗ متفق علیہ

ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اُٹھے تو اپنے ہاتھ کو پانی کے برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ اس کو تین مرتبہ نہ دھولے اسلئے کہ اس کو نہیں معلوم رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

وضو میں ناک جھاڑنے کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ مَنَامِہٖ فَتَوَضَّأَ فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیْشُوْمِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی سو کر اُٹھے اور وضو کا ارادہ کرے تو تین بار ناک میں پانی دے کر ناک کو جھاڑے اس لئے کہ شیطان رات گزارتا ہے اس کی ناک کے بانسہ پہ۔

وضو اچھی طرح کرو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِیْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُا وَھُمْ عُجَّالٌ فَانْتَھَیْنَا اِلَیْھِمْ وَاَعْقَابُھُمْ تَلُوْحُ لَمْ یَمَسَّھَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ رواہ مسلم

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو واپس لوٹے یہاں تک کہ جب ہم پہنچے پانی پر جو راستہ میں تھا تو لوگوں نے نماز عصر کے لئے وضو میں جلدی کی۔ جب ہم اُن لوگوں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ان کی ایڑیاں خشک ہیں کہ پانی اُن کو نہیں پہنچا۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ویل ہے ایڑیوں کے لئے آگ سے وضو کو پورا کرو۔ (ویل دوزخ کے ایک نالہ کا نام ہے)۔

داہنے ہاتھ سے اچھے کام کرو

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ شَأْنِہٖ کُلِّہٖ فِیْ طُھُوْرِہٖ وَتَرَجُّلِہٖ وَتَنَعُّلِہٖ متفق علیہ

عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ جب تک ممکن ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کاموں کو سیدھے ہاتھ سے شروع کرتے یعنی طہارت میں کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں۔

وضو اچھی طرح کرو

عَنْ لَقِیْطِ بْنِ صَبِرَۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَیْنَ الْاَصَابِعِ وَبَالِغْ فِی الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ صَائِمًا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ اِلٰی قَوْلِہٖ بَیْنَ الْاَصَابِعِ

لقیط بن صبرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو وضو کی خبر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا پورا کر تو وضو کو اور انگلیوں میں خلال کر اور اچھی طرح ناک میں پانی پہنچا مگر جب کہ تو روزہ دار ہو

انگلیوں میں خلال کا حکم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ نَحْوَہٗ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

ابن عباسؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تو وضو کرے تو اپنے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کر

انگلیوں میں خلال کا حکم

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ یَدْلُکُ اَصَابِعَ رِجْلَیْہِ بِخِنْصَرِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ

مستورد بن شدادؓ سے روایت ہے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب وضو کرتے آپ تو ملتے اپنے پاؤں کی انگلیوں کو چھنگلیا انگلی سے (یعنی اس سے خلال فرماتے)۔

ڈاڑھی میں خلال کا حکم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ اَخَذَ کَفًّا مِنْ مَاءٍ فَاَدْخَلَہٗ تَحْتَ حَنَکِہٖ فَخَلَّلَ بِہٖ لِحْیَتَہٗ وَقَالَ ھٰکَذَا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ رواہ ابوداؤد

انسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو ایک چلو پانی لیتے اور تھوڑی کے نیچے پہنچاتے پس خلال کرتے اس سے اپنی ڈاڑھی میں اور پھر فرماتے اس طرح سے حکم کیا ہے مجھ کو میرے رب نے۔

ڈاڑھی میں خلال کا حکم

عَنْ عُثْمَانَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَہٗ رواہ الترمذی

عثمانؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی میں خلال کیا کرتے تھے

وضو کا مسنون طریقہ

عَنْ اَبِیْ حَیَّۃَ قَالَ رَأَیْتُ عَلِیًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ حَتّٰی اَنْقَاھُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَغَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلٰثًا وَذِرَاعَیْہِ ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَاْسِہٖ مَرَّۃً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَیْہِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ثُمَّ قَامَ فَاَخَذَ فَضْلَ طَھُوْرِہٖ فَشَرِبَہٗ وَھُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِیَکُمْ کَیْفَ کَانَ طُھُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ

ابی حیہؓ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ میں نے علیؓ کو وضو کرتے دیکھا۔ پس دھویا انہوں نے اپنے ہاتھوں کو یہاں تک کہ پاک کیا پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی دیا اور تین مرتبہ منہ کو دھویا اور تین مرتبہ کہنیوں کو دھویا اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا پھر کھڑے ہو کر وضو کے بچے ہوئے پانی کو پی لیا اور پھر کہا پسند کیا میں نے اس بات کو کہ دکھاؤں میں تم کو کہ کس طرح تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ★

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
جلد ۴ ✱ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ ۲۸ نومبر ۱۹۵۸ء ✱ شمارہ ۲۹

محکمہ بحالیات کا کام

وزیر بحالیات نے اعلان کیا ہے کہ جھوٹے اور مبالغہ آمیز دعاوی کی چھان بین کے لئے سراغ رسانی کا ایک محکمہ قائم کیا جا رہا ہے اور آبادکاری کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کچھ نئے قوانین اور قواعد مرتب کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے جھوٹے دعوے داخل کرنے والوں کو متنبہ کیا کہ اپنے دعاوی واپس لے لیں اور جو متروکہ املاک ناجائز طور پر ان کے قبضہ میں ہوں مقررہ میعاد میں ان کا اعلان کر دیں۔ میعاد ختم ہونے کے بعد محکمہ آبادکاری قومی ہنگامی بنیادوں پر کام شروع کر دے گا۔ اور تین ماہ کے اندر کام ختم کر دے گا۔ وزیر بحالیات نے کہا کہ صحیح معنوں میں ملک کی ترقی اس وقت شروع ہو گی جب نوے لاکھ بے خانماں افراد کو جو بے یقینی اور اُمید و بیم کی تکلیف جھیل رہے ہیں بسا دیا جائے گا۔

وزیر بحالیات کا مندرجہ بالا اعلان لاکھوں خانماں برباد پناہ گزینوں کے دکھی دلوں پر مرہم کا کام دے گا۔ جو کام گیارہ سال سے زائد عرصہ گزر جانے پر بھی تشنۂ تکمیل رہا وہ اگر تین ماہ کے اندر اندر ختم ہو جائے تو یہ ہماری نئی حکومت کا زندہ جاوید کارنامہ ہو گا۔ وزیر بحالیات نے محکمہ آبادکاری کے افسروں سے بالکل درست کہا کہ اگر ہم اپنے کام میں کامیاب ہو گئے اور ہمیں ہونا چاہیئے تو آنے والی نسلیں ہماری تعریف کریں گی۔ اور آپ اعلیٰ ترین عزت کے مستحق ہوں گے اس کے علاوہ وہ آپ کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں بھی یاد رکھیں گی۔ انسان اپنی خداداد عقل اور ہمت کی بناء پر جو کام بھی کرنا چاہے اگر تقدیر مزاحم نہ ہو تو کر گزرتا ہے۔ یہ دریاؤں کا رخ پھیر دیتا ہے اور پہاڑوں کی چھاتی میں ڈائنامیٹ لگا کر میلوں لمبی سرنگیں بنا لیتا ہے اور ان کے اندر سے ریل گاڑی چلا کر لے جاتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا
ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

محکمہ آبادکاری کا کام ایسا مشکل نہیں تھا کہ گیارہ سال میں بھی مکمل نہ ہونے پاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب تک اس محکمہ کے افسروں اور ماتحت عملہ کے دلوں میں اس کام کو ختم کرنے کا ارادہ ہی پیدا نہیں ہوا تھا۔ ان کے لئے یہ جائز اور ناجائز آمدنی کا ذریعہ بنا ہوا تھا پناہ گزیں جائیں جہنم میں ان کو تو اپنے حلوے مانڈے سے کام تھا۔

اب ہماری نئی حکومت ڈنڈے کے زور سے تین ماہ کے قلیل عرصہ میں اس محکمہ سے آبادکاری کا کام ختم کروانا چاہتی ہے۔ سچ ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے عوام کو حکومت کے ساتھ پوری طرح تعاون کرنا چاہیئے تاکہ آبادکاری کا کام تین ماہ کے اندر اندر ختم ہو جائے۔

ہم حکومت کو یقین دلاتے ہیں کہ ہماری دعائیں ہر اس کام میں اس کے ساتھ ہیں جو ملک و ملت کی بہتری کے لئے کیا جائیگا اور ہم اس کو مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

کھانڈ سستی کیجئے!

پاکستان میں اس وقت کھانڈ تیار کرنے والے بارہ کارخانے کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے چھ مغربی پاکستان میں ہیں اور چھ مشرقی پاکستان میں۔ اس سال ان کارخانوں نے ایک لاکھ ۵۵ ہزار تین سو ٹن کھانڈ پیدا کی۔ جو گزشتہ فصل کے مقابلہ میں ۴۸ ہزار ٹن زیادہ ہے یہ توقع بھی ظاہر کی گئی ہے کہ اس وقت جو کارخانے موجود ہیں ان میں زیادہ کھانڈ پیدا کرنے اور نئے کارخانوں کے قیام سے ملک کی ضرورت پوری ہونے لگے گی۔ مشرقی پاکستان میں دو نئے کارخانے مکمل ہو کر جنوری ۱۹۵۹ء میں کھانڈ بنانے کا کام شروع کر دیں گے ان اعداد و شمار کے پیش نظر حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سال باہر سے کھانڈ نہیں منگائی جائے گی۔

یہ اعداد و شمار حکومت کی طرف سے شائع کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہم کھانڈ کے معاملہ میں دوسروں کے محتاج نہیں رہے دوسرے ممالک سے کھانڈ منگوانے پر جو زر مبادلہ صرف ہوتا تھا وہ اب دوسری زیادہ اہم اور ضروری اشیاء منگوانے میں کام آئے گا۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اتنی کھانڈ پیدا ہونے کے بعد بھی عوام کو حسب ضرورت اور سستے داموں چینی نہیں مل رہی۔ یقیناً یہ سب کارخانے عوام کی پیدا کردہ دولت سے ہی تیار ہوئے ہیں۔ لیکن ان سے یا حکومت فائدہ حاصل کر رہی ہے یا ان کارخانوں میں حصہ دار امیر سے امیر تر ہوتے جا رہے ہیں۔ عوام کو تو ان سے الٹا نقصان ہی ہو رہا ہے۔

دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے دوسرے ملکوں سے درآمدہ کھانڈ یہاں ایک روپیہ کی پانچ سیر ملا کرتی تھی۔ باربرداری کے اخراجات کے علاوہ کسٹم کی ادائیگی کے بعد اگر درآمدہ کھانڈ اتنی سستی مل سکتی تھی تو موجودہ گرانی کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ہو سکتی۔ آج سے چند ماہ قبل راشن ڈپوؤں سے کھانڈ ۲/۱ روپیہ فی سیر ملتی تھی۔ لیکن اس کا موجودہ نرخ ۶/۱ روپیہ فی سیر ہے۔ ہمیں اس کا علم نہیں کہ کھانڈ تیار کرنے والے کارخانے کتنا فیصد نفع کما رہے ہیں لیکن خیال ہے کہ ان کا منافع بہت زیادہ ہو گا۔ اگر ہمارا خیال صحیح ہے تو کیا یہ کارخانے ناجائز منافع خوری کے مجرم نہیں ہیں۔

ہماری نئی حکومت نے دو ماہ کے قلیل عرصہ میں عوام کی بہبودی کے لئے جو کچھ کیا وہ سب کے سامنے ہے ضروریاتِ زندگی کافی سستی ہو گئی ہیں لیکن نہ معلوم اب تک کھانڈ کی طرف کیوں توجہ نہیں دی گئی۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے حکومت خود نفع کما رہی ہے اور دوسری اشیاء سے تاجر نفع کما رہے تھے۔ یہ امتیاز تو کسی طرح بھی جائز نہیں کہا جا سکتا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ حکومت پہلے ان چیزوں کو سستے داموں عوام کو دیتی جن پر اس کا اپنا کنٹرول ہے۔ جب کھانڈ ملک کی ضرورت کے مطابق تیار ہونے لگی ہے تو اس کی خرید و فروخت پر نہ کنٹرول

دُعائے مسلم

(از جناب فضا ابن فیضی)

گدازِ قلب دے سوزِ جگر دے
مرا ساغر تہی ہے اس کو بھر دے

اٹھا دے جہل و نادانی کے پردے
مذاقِ امتیازِ خیر و شر دے

الٰہی! نالہائے نیم شب میں
دعائے صبح گاہی کا اثر دے

اسے دے وسعتیں دونوں جہاں کی
مرے سینے میں اپنا راز بھر دے

ترا فیضِ کرم اور شبنم آسا
مَیں قطرہ ہوں سمندر مجھ کو کر دے

خرد مجھ کو جنوں شیوہ عطا کر
جنوں مجھ کو خرد آشوب کر دے

ترے سرِّ نہاں کو فاش دیکھوں
وہ چشمِ نکتہ بیں نکتہ ور کر دے

رہینِ کرّۂ خاکی کو اپنے
سرِ گردوں مجالِ رہ گزر دے

زیاں پرور ہے سودِ زندگانی
خیالِ سود و نقصاں محو کر دے

جگر کو مخزنِ سوزِ نفس کر
نظر کو جلوہ ہائے معتبر دے

مرا دل ہے چراغِ لالۂ طور
خودی کی آگ سے سینے کو بھر دے

جنوں کو جیب و پیراہن عطا کر
مری ویرانہ سامانی کو گھر دے

مراحل سب جہاں بینی کے طے ہوں
جو پہنچے لامکاں تک وہ نظر دے

یہ دنیا ہو چکی آئینہ مجھ پر!
جہاں تو ہے وہاں کی اب خبر دے

مجھے رہنا ہے مثلِ بو پریشاں
چمن سے اب مجھے اذنِ سفر دے

یہی سامانِ جمعیت ہے مجھ کو
مجھے مثلِ گریباں چاک کر دے

زمانے میں ہوں میں اک جنسِ نایاب
پھر اس نایاب کو تو عام کر دے

دعا یہ ہے کہ مثلِ نکہتِ گل!
مجھے اہلِ چمن پر فاش کر دے

(بشکریہ برہان دہلی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۹ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

نقشہ قیامت کی قسط دوم

برادرانِ اسلام۔ آپ اس خطبہ سے پہلے خطبہ میں قیامت کے دن کے بہت سے حالات سُن چکے ہیں۔ آج حالات قیامت قسط دوم پیش کرنا چاہتا ہوں۔

قیامت کے دن سجدہ کا حکم ہونے کے بعد فقط مومن سجدہ کریں گے منافق اور کافر سجدہ کر ہی نہیں سکیں گے

(یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ○ خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ؕ وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَھُمْ سَالِمُوْنَ ○) سورہ القلم پارہ ۲۹ رکوع ۲

ترجمہ۔ جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور وہ سجدہ کرنے کو بلائے جائینگے تو وہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی۔ ان پر ذلّت چھا رہی ہوگی اور وہ پہلے (دُنیا میں) سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے۔ حالانکہ وہ صحیح سالم ہوتے تھے۔ (مگر وہ سجدہ نہیں کرتے تھے)۔

حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"حشر کے دن ہر امت جس کو پوجتی تھی اس کے ساتھ جائے گی۔ مسلمان کھڑے رہ جائیں گے۔ پروردگار آئے گا۔ جس صورت میں نہ پہچانیں گے۔ فرمائے گا مَیں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ۔ کہینگے نعوذ باللہ۔ ہمارا رب آئے گا تو ہم پہچان لینگے۔ فرمائے گا۔ کچھ اس کا نشان جانتے ہو۔ کہیں گے جانتے ہیں۔ پھر ظاہر ہوگا ان کی پہچان موافق اور پنڈلی کھولے گا تو سجدے میں گرینگے۔ جو کبھی نیّت سے سجدہ نہ کرتا تھا۔ اس کی پیٹھ نہ مُڑیگی۔ اُلٹا گرے گا۔ یہ اُن کا اعتقاد آزمانے کو کہ صورت پوجنے سے ایسے بیزار ہیں..."

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اس کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالےٰ میدانِ قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا۔ (ساق پنڈلی کو کہتے ہیں) اور یہ کوئی خاص صفت یا حقیقت ہے صفات و حقائقِ الٰہیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے "ساق" فرمایا ہے۔ جیسے قرآن میں ید "ہاتھ" اور وجہ (چہرہ) کا لفظ آیا ہے۔ یہ مفہومات متشابہات میں سے کہلاتے ہیں۔ ان پر اسی طرح بلاکیف ایمان رکھنا چاہئے۔ جیسے اللہ کی ذات، وجود، حیات اور سمع و بصر وغیرہ صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی حدیث میں ہے۔ کہ اس تجلّی کو دیکھ کر مومنین و مومنات سجدہ میں گر پڑیں گے۔ مگر جو شخص ریا سے سجدہ کرتا تھا۔ اس کی کمر نہیں مڑے گی۔ تختہ سی ہوکر رہ جائے گی۔ اور جب اہل ریا و نفاق سجدہ پر قادر نہ ہوں گے تو کفار پر قادر نہ ہونا بطریقِ اولیٰ معلوم ہوگیا یہ سب کچھ محشر میں اس لئے کیا جائے گا۔ کہ مومن، کافر اور مخلص و منافق صاف طور پر کُھل جائیں۔ اور ہر ایک کی اندرونی حالت حسّی طور پر مشاہدہ ہو جائے (اور ان لوگوں کی) ندامت اور شرمندگی کے مارے آنکھ اُوپر نہ اُٹھ سکے گی۔ (انہیں) دُنیا میں سجدہ کا حکم دیا گیا تھا۔ جس وقت اچھے خاصے تندرست تھے۔ اور باختیار خود سجدہ کر سکتے تھے۔ وہاں کبھی اخلاص سے سجدہ نہ کیا۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ استعداد ہی باطل ہوگئی۔ اب چاہیں بھی تو سجدہ نہیں کر سکتے۔"

بارگاہ الٰہی میں قیامت کے دن کافر کے حق میں شفاعت منظور نہیں ہوگی خواہ اولوالعزم پیغمبر ہی شفاعت کیوں نہ کرے

(عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاھِیْمُ اَبَاہُ اٰزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلٰی وَجْہِ اٰزَرَ قَتَرَۃٌ وَّغَبَرَۃٌ فَیَقُوْلُ لَہٗ اِبْرَاھِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ اَبُوْہُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاھِیْمُ یَارَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَّنِیْ اَلَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاھِیْمَ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا ھُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِہٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ابراہیم (علیہ السلام) اپنے باپ آزر سے قیامت کے دن ملیں گے۔ اس حال میں کہ آزر کا چہرہ رنج و غم سے سیاہ ہوگا۔ پھر اسے ابراہیم (علیہ السلام) کہینگے۔ کیا مَیں تم سے یہ نہیں کہا کرتا تھا۔ کہ میری نافرمانی نہ کرو۔ آذر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہے گا۔ آج مَیں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ پھر ابراہیم (علیہ السلام) کہیں گے۔ اے میرے رب بیشک تُو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تُو مجھ کو اُس روز ذلیل و خوار نہ کرے گا۔ جس دن کہ لوگوں کو اُٹھایا جائے گا۔ پس اس سے زیادہ اور کون سی رسوائی ہے۔ کہ میرا باپ خُدا کی رحمت سے دُور رہے۔ پھر اللہ فرمائے گا۔ بیشک مَیں نے بہشت کو کافروں پر حرام کیا ہُوا ہے۔ پھر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہا جائے گا۔ (دیکھ) تیرے پاؤں کے نیچے کیا ہے پس ناگہاں وہ بجّو (جو قبریں کھود کر مردے کھاتا ہے) کی شکل میں اپنے خون میں یا مٹی میں لت پت ہوگا۔ (ابراہیم علیہ السلام کے سامنے) اسے چاروں ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

حاصل

وُہی نکلا جو عنوان میں عرض کیا گیا تھا۔ کہ بارگاہِ الٰہی میں قیامت کے دن کافر کے حق میں شفاعت منظور نہیں ہوگی۔ خواہ اولوالعزم پیغمبر ہی شفاعت کیوں نہ کرے۔

قیامت کے دن بلاحساب بہشت میں جانے والے

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ النَّاسُ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ فَیَقُوْلُ اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانَتْ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَیَقُوْمُوْنَ وَھُمْ قَلِیْلٌ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ثُمَّ یُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَی الْحِسَابِ۔ رواہ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ۔ اسماء بنت یزید سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہے (کہ) آپ نے فرمایا لوگوں کو قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا۔ پھر کہیگا۔ کہاں ہیں۔ وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جدا ہو جاتے تھے (یعنی نماز تہجد پڑھنے کے لئے بستروں سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے) پھر لوگ کھڑے ہونگے۔ حالانکہ وہ تھوڑے سے ہونگے۔ (جو تہجد کے لئے اُٹھتے تھے) پھر وہ لوگ بہشت میں بلا حساب داخل ہونگے۔ پھر باقی لوگوں کو حساب کے لئے حکم دیا جائے گا۔ (کہ حساب کے لئے حاضر ہو جاؤ)

قیامت کے دن بعض لوگوں کو حوض کوثر پر جانے سے روک دیا جائیگا

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّھُمْ مِّنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ متفق علیہ

ترجمہ۔ سہلؓ بن سعد سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں حوض کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں گا۔ (جو شخص قافلہ کے پہنچنے سے پہلے جاکر ان کی ضروریات کا سامان مہیا کرتا ہے) جو شخص میرے پاس سے گذریگا۔ پانی پیئے گا۔ اور جو پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی۔ میں ان کو پہچان لونگا۔ اور وہ مجھ کو پہچان لیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائیگی میں کہونگا۔ یہ لوگ تو میرے ہیں۔ یا میرے طریقے پر ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا جائے گا۔ کہ تم کو معلوم نہیں۔ اُنہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہوئی ہیں (یہ سُن کر) میں کہوں گا۔ وہ لوگ دُور ہوں مجھ سے دُور۔ خُدا کی رحمت سے دُور۔ جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی ہے۔

قیامت کا دن مومن پر چار رکعت فرض کی دیر میں گزر جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ مَا طُوْلُ ھٰذَا الْیَوْمِ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَیُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَھْوَنَ عَلَیْہِ مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ یُصَلِّیْھَا فِی الدُّنْیَا رواہ البیھقی فی کتاب البعث والنشور

ترجمہ۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے متعلق سوال کیا گیا جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ (تعجب سے کہا گیا) اس دن کی لمبائی کتنی بڑی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس (اللہ) کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک وہ دن مومن پر ہلکا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ نماز فرض جو دُنیا میں پڑھا کرتا تھا اس کی دیر سے بھی ہلکا ہو جائے گا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائیگا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قِیْلَ لَہٗ مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ قَالَ ذٰلِکَ یَوْمٌ یَنْزِلُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی کُرْسِیِّہٖ یَئِطُّ کَمَا یَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِیْدُ مِنْ تَضَایُقِہٖ وَھُوَ کَسَعَۃِ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَیُجَاءُ بِکُمْ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا فَیَکُوْنُ اَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی اِبْرَاھِیْمُ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَکْسُوْا خَلِیْلِیْ فَیُؤْتٰی بِرَیْطَتَیْنِ بَیْضَاوَیْنِ مِنْ رِّیَاطِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ اُکْسٰی عَلٰی اَثَرِہٖ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَّمِیْنِ اللّٰہِ مَقَامًا یَغْبِطُنِی الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رواہ الدارمیؒ۔

ترجمہ۔ ابن مسعود سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ابن مسعودؓ نے کہا۔ آپؐ سے عرض کی گئی۔ مقام محمود کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ وہ دن ہے۔ جس طرح نئے چمڑے کی تنگ زین بولتی ہے۔ اور اس کرسی کی کشادگی اتنی ہے۔ جتنی کہ آسمان اور زمین کی درمیانی فضا ہے۔ پھر تمہیں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ لایا جائے گا۔ اور جن لوگوں کو اُس دن لباس پہنایا جائے گا اُن میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ (فرشتوں کو حکم دے گا) کہ میرے دوست کو لباس پہناؤ۔ بہشت کی چادروں میں سے دو سفید چادریں لائی جائیں گی (اور حضرت ابراہیمؑ کو اوڑھائی جائینگی) اس کے بعد مجھے لباس پہنایا جائیگا۔ پھر میں اللہ تعالےٰ کی دائیں طرف کھڑا ہو جاوں گا۔ اور اگلے اور پچھلے تمام لوگ مجھ پر رشک کرینگے۔

حاشیہ: ؎ دن اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائیگا۔ اور اس کرسی سے اس دن آواز نکلے گی جس

قیامت کے دن شفاعت کی متعدد صورتیں

نمبرا

اللہ تعالےٰ کے کسی نیک بندے کو پانی پلانے یا وضو کے لئے پانی دینے سے دوزخ سے نجات حاصل ہونا

برادران اسلام۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اس کی رحمت جوش میں آجائے تو یہ منظر بھی آنکھوں کے سامنے آسکتا ہے۔ چنانچہ اس کی تائید میں ایک ارشاد نبویؐ ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَّقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَيَشْفَعُ لَهٗ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے ۔کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخیوں کو صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ پھر ان کے پاس سے ایک شخص بہشتیوں میں سے گزریگا۔ پھر ان دوزخیوں میں سے ایک شخص کہے گا۔ اے فلاں۔کیا تو مجھ کو پہچانتا نہیں۔میں وہی ہوں۔ جو میں نے تمہیں پانی پلایا تھا۔اور بعض ان میں سے کہیں گے۔میں نے تجھے وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ پھر وہ بہشتی اس دوزخی کے لئے شفاعت (سفارش) کرے گا۔ پھر (اللہ تعالیٰ) اس دوزخی کو بہشت میں داخل کر دے گا۔

۲/

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو انسانوں کی ایک جماعت کی شفاعت کریں گے۔ اور بعض اس (امت) میں سے ایسے بھی ہوں گے۔ جو ایک قبیلے کی شفاعت کریں گے۔ اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہوں گے۔ جو ایک صلبی خاندان کی شفاعت کرینگے۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہونگے۔ ایک شخص کی شفاعت کریں گے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ جنت میں جا داخل ہوں گے۔

آپ کی امت میں ایسا شخص بھی ہوگا جس کی شفاعت سے بے شمار آدمی بہشت میں داخل ہوں گے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ رواہ الترمذی والدارمی وابن ماجہ۔

ترجمہ۔ ابی الجدعاء سے روایت ہے۔کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔آپ نے فرمایا۔میری امت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم (قبیلہ کی تعداد) سے بھی زیادہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

۳/

قیامت کے دن شفاعت کرنیوالے حضرات

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ عثمانؓ بن عفان سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن تین قسم (کے حضرات) شفاعت کرینگے۔ انبیاء (علیہم السلام) پھر علماء (کرام) پھر شہداء حضرات۔

پل صراط سے گزرنے کا منظر

۱/

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِيْ رَحْلِهٖ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهٖ رواہ الترمذی والدارمی۔

ترجمہ۔ ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ دوزخ کی آگ پر حاضر ہونگے (یعنی پل صراط سے گزرتے ہوئے) پھر اپنے اعمال صالحہ کے مطابق اس سے نجات پائینگے ان میں جو لوگ سب سے بہتر ہونگے وہ بجلی چمکنے کے مانند پل صراط سے گزر جائیں گے۔ پھر ہوا کے مانند۔ پھر دوڑتے گھوڑوں کی مانند۔ پھر اونٹ کی مانند پھر آدمی کے دوڑنے کے مانند پھر پیدل چلنے کے مانند۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہمیں پہلے نمبر کے گروہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

۲/

عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى ابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ اعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا وَقَالَ وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَامُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا رواہ مسلم

ترجمہ۔ حذیفہؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تبارک تعالیٰ لوگوں کو جمع کریگا۔ پھر مومن ایک مقام پر کھڑے ہونگے۔ اور بہشت ان کے قریب کی جائے گی۔ پھر لوگ آدمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے باپ ہمارے لئے بہشت کھول دو۔ آدمؑ کہیں گے۔ تمہیں بہشت سے تمہارے باپ ہی کے گناہ نے نکالا ہے۔ یہ کام میری قوت سے باہر ہے۔ تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ (حضرت) ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے یہ کام میرے بس کا نہیں۔ میں خدا تعالیٰ کا دوست آج سے پہلے ہی پہلے تھا۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جن سے خدا تعالیٰ نے کلام کیا ہے۔ چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام

کے پاس جائیں گے۔ حضرت موسےٰؑ کہیں گے۔ میں اس کا اہل نہیں۔ تم عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو خُدا کا کلمہ اور خدا تعالیٰ کی رُوح ہیں۔ چنانچہ وہ عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے۔ یہ کام میری قدرت سے باہر ہے۔ آخر لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔ اور آپؐ عرشِ الٰہی کی دائیں جانب کھڑے ہو کر شفاعت کی اجازت طلب کرینگے۔ اور آپؐ کو اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رحم (یعنی ناتے) کو بھیجا جائیگا اور وہ پلصراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے۔ اور پل صراط سے لوگوں کا گزرنا شروع ہو گا۔ اور سب سے پہلی جماعت بجلی کی مانند گزر جائے گی۔ ابوہریرہؓ کا بیان ہے۔ کہ میں نے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بجلی کی مانند کیونکر گزر جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ بجلی چمک کر کس طرح گزر جاتی ہے۔ اور آنکھ جھپکتے واپس آجاتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا . . . . . . اس کے بعد لوگ ہوا کی مانند گزریں گے۔ پھر پرندوں کی مانند گزریں گے۔ پھر مردوں کے دوڑنے کی مانند گزریں گے۔ پھر پیدل چلنے والوں کی مانند گزرینگے۔ اور اس رفتار کو ان کے اعمال جاری کریں گے۔ (یعنی ان لوگوں کے اعمال کی طاقت کے لحاظ سے ان کی رفتار میں بھی کئی مراتب ہونگے) اور تمہارے نبی پل صراط پر کھڑے یہ کہتے ہونگے۔ ربِّ سلّم سلّم یعنی اے پروردگار سلامت رکھ۔ سلامت رکھ۔ یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز ہوں گے۔ (یعنی ایسے لوگ رہ جائیں گے جن کے اعمال کی قوّت کی رفتار سُست ہوگی۔ اور وہ پل صراط سے گزر نہیں سکیں گے) چنانچہ ایک شخص گھسٹتا ہُوا آئے گا۔ (یعنی اس میں چلنے کی قوّت نہیں ہوگی) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پُل صراط کے دونوں طرف انکڑے ہونگے۔ جن کو حکم دیا گیا ہوگا۔ کہ وہ اس شخص کو پکڑ لیں۔ جن کو پکڑ لئے جانے کا حکم دیا گیا ہو چنانچہ ان انکڑوں سے زخمی ہو کر بعض لوگ نجات پا جائینگے۔ اور بعض کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں ابوہریرہؓ کی جان ہے۔ دوزخ کا گہراؤ ستّر برس کی مسافت کی راہ کے برابر ہے۔

قابلِ غور

یہ چیز ہے کہ پل صراط سے گزرتے وقت گزرنے والوں کی جو قسمیں آپ سُن چکے ہیں۔ یہ سب پیغمبروں پر ایمان لانے والوں کی ہیں۔ یہ یاد رہے کہ کوئی کافر یا نفاق اعتقادی کا منافق (جو شخص بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اور مسلمانوں ہی کی جماعت کا ایک فرد سمجھا جاتا ہے اس کے رشتے ناطے سب مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ بایں ہمہ دل میں بعض احکام الٰہیہ کو صحیح نہیں سمجھتا۔ مثلاً اس کے دل میں یہ خیال ہے کہ قرآن مجید میں جو مندرجہ ذیل چیزیں ہیں۔ وہ انصاف یا مصلحت کے خلاف ہیں۔ اس لئے قرآن مجید میں یہ نہیں ہونی چاہئیں تھیں۔ بالفاظِ دیگر وہ دل میں خُدائی فیصلہ کو غلط سمجھتا ہے۔ یا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ آپ کو فلاں کام نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔ یا زانی شادی شدہ کو جو رجم کی سزا دی جاتی ہے یہ وحشیانہ سزا ہے۔ یا کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو سود لینا دینا حرام کیا گیا ہے یہ حکم مصلحت یا قومی ترقی کے راستہ میں سدِّ راہ ہے۔ اس لئے سود کو حرام کرنا غلط ہے۔

قاعدہ یہ ہے

کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک حکم کے انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ بایں ہمہ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ تو اسلامی اصطلاح میں اسے منافق کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ کافر اور منافق کو دوزخ کے دروازہ سے داخل کیا جائے گا۔

ھاں جن لوگوں میں ایمان باقی ہے اور عملی کمزوریاں ان میں پائی جاتی تھیں مثلاً مانتے تھے کہ اسلام میں پنج وقتہ نماز فرض ہے۔ مگر اُنھوں نے نمازیں پڑھی نہیں اور جانتے تھے۔ کہ ہر مسلمان پر رمضان مبارک کے روزے فرض ہیں۔ مگر رکھتے نہیں تھے۔ یا مثلاً مانتے تھے کہ زکوٰۃ ادا کرنا اسلام میں فرض ہے مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ یا مانتے تھے کہ ہر صاحب استطاعت پر حج فرض ہے۔ مگر عمر بھر کیا نہیں یا مانتے تھے کہ اسلام میں ماں باپ کی ہر ممکن خدمت اور ان کی دلجوئی فرض ہے مگر بد قسمتی سے ماں باپ کو ستاتے اور دُکھ ہی دیتے رہے۔ علیٰ ہٰذالقیاس اور بھی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

اگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل

سے ان لوگوں کو معافی نہ دی تو یہ لوگ کچھ وقت کے لئے دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ پھر شفاعت کی برکت سے نکال لئے جائیں گے۔

شفاعت بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی

پر موقوف ہے۔ شفاعت کرنے والے مقربین الٰہی کو بھی اللہ تعالےٰ سے اجازت لینی پڑے گی۔ کہ شفاعت کریں۔ اور جن کے لئے شفاعت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے حق میں بھی اللہ تعالےٰ کی منظوری لینی پڑے گی۔

قیامت کے دن مومنوں کو اللہ تعالےٰ کی زیارت کا نصیب ہونا اور مومنوں کا اپنے بھائیوں کے لئے شفاعت کرنا اور پھر اللہ تعالےٰ کا کئی ایسے بندوں کا دوزخ سے نکالنا جن کے متعلق کسی نے شفاعت نہیں کی ہوگی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اِنَّ نَاسًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ بِالظَّھِیْرَۃِ صَحْوًا لَیْسَ مَعَھَا سَحَابٌ وَھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَیْسَ فِیْھَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اَحَدِھِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِیَتَّبِعْ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ

تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى اَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ يَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا يَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا اَفْقَرَ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ اٰيَةٌ تَعْرِفُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَّرِيَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَّمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَّمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيْهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَّمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهْرٍ فِيْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهْرُ الْحَيٰوةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَّا رَاَيْتُمْ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ۔ ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے بعض لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ کیا تم دوپہر کے وقت جبکہ آسمان صاف ہو۔ آفتاب کو دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو۔ اور کیا چودھویں رات کے چاند کو تم رات میں جبکہ آسمان صاف ہو۔ دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ (تعالیٰ) کو دیکھنے میں بھی تم کو اتنی ہی تکلیف محسوس ہوگی۔ جتنی کہ سورج اور چاند کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔ (یعنی جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔ (یعنی جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اسی طرح اللہ (تعالیٰ) کو دیکھنے میں بھی کوئی اذیت و تکلیف نہ ہوگی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ جب قیامت ہوگی تو ایک شخص پکار کر کہیگا۔ جو اُمت جس چیز کی عبادت کرتی تھی وہ اسی کے پیچھے پیچھے آئے۔ پس جو لوگ خدا کے سوا دوسری چیزوں یعنی بتوں اور پتھروں کی کی پرستش کرتے تھے۔ اُن میں سے ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ اور سب کے سب دوزخ میں جا گرینگے یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا جو خدا کی عبادت کرتے تھے۔ وہ خواہ نیک ہوں یا بد تو اللہ (تعالیٰ) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا۔ تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر جماعت اپنے معبود کے پیچھے جا رہی ہے (تم بھی جاؤ) وہ کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے دنیا میں ان لوگوں سے (یعنی بتوں اور پتھروں کے پوجنے والوں سے) علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ حالانکہ ہم ان کے محتاج تھے۔ اور کبھی ہم ان کے پاس نہیں بیٹھے۔ اور ابی ہریرہؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے یوں کہیں گے کہ ہماری جگہ یہ ہے۔ ہم اس وقت تک یہاں سے نہ جائیں گے جب تک ہمارا پروردگار ہمارے پاس نہ آئے۔ اور جب ہمارا پروردگار آئے گا۔ ہم اُس کو پہچان لیں گے اور ابو سعیدؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیگا کیا تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان کوئی ایسی نشانی ہے۔ جس سے تم اس کو پہچان لو۔ وہ کہیں گے۔ ہاں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی پنڈلی کھولی جائے گی۔ اور جو شخص خدا کو اخلاص و عقیدت سے سجدہ کرتا تھا۔ اُس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور جو شخص کسی کے خوف سے یا لوگوں کو دکھلانے کے لئے سجدہ کرتا تھا۔ خدا اس کی کمر کو تختہ بنا دے گا۔ جب وہ سجدہ کے لئے جھکے گا۔ چت گر پڑے گا۔ پھر دوزخ کے اُوپر پلصراط رکھا جائے گا۔ اور شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ اور انبیاء اپنی اُمت کے لئے یہ دُعا کریں گے۔ اے اللہ۔ ان کو سلامتی سے گزار۔ اے اللہ ان کو سلامتی سے گزار۔ پھر مومن پلصراط سے (اس طرح) گزریں گے کہ بعض تو پلک جھپکتے گزر جائیں گے۔ بعض بجلی کی مانند تڑپ کر گزر جائیں گے۔ بعض ہوا کے مانند۔ بعض پرندوں کے مانند۔ بعض تیز رو اور خوش رفتار گھوڑوں کی مانند اور بعض اُونٹوں کی مانند۔ ان میں سے بعض بے ضرر گزر جائیں گے۔ اور بعض کچھ زخم کھا کر نکل جائیں گے۔ اور بعض دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں گے

یہاں تک کہ جب مومن آگ سے نجات پا جائیں گے۔ پھر اُس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اپنے ان بھائیوں کی خلاصی کے لئے جو دوزخ میں ہوں گے۔ قیامت کے دن تم سے زیادہ اللہ (تعالیٰ) سے جھگڑا کرنے والا کوئی نہ ہوگا مومن کہیں گے۔ اے رب ہمارے وہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ اور نمازیں پڑھتے تھے۔ اور حج کرتے تھے۔ پھر ان (مومنوں) سے کہا جائے گا۔ جس کو تم پہچانتے ہو۔ دوزخ سے نکال لو۔ پھر ان (دوزخیوں)

کی صورتیں آگ پر حرام کردی جائینگی چنانچہ مومن بہت سے لوگوں کو دوزخ سے نکال لیں گے۔ پھر کہیں گے۔ اے رب ہمارے۔ جن کے (نکالنے) کے متعلق آپ نے حکم دیا تھا۔ ان میں سے ایک بھی دوزخ میں نہیں رہا۔ پھر (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ لوٹ کر جاؤ۔ پس جس شخص کے دل میں دینار کی مقدار جتنی بھی نیکی پاؤ۔ پس اس کو بھی نکال لاؤ۔ پھر وہ بہت ساری مخلوقات کو نکال کر لائینگے۔ پھر فرمائے گا۔ لوٹ کر جاؤ۔ جس شخص کے دل میں آدھے دینار جتنی بھی نیکی پاؤ۔ اس کو بھی نکال لاؤ۔ پھر بہت ساری مخلوقات کو نکال کر لائینگے۔ پھر فرمائیگا لوٹ کر جاؤ۔ جس شخص کے دل میں ذرہ جتنی بھی نیکی پاؤ اس کو بھی نکال کر لے آؤ۔ پھر بہت ساری مخلوقات کو نکال کر لے آئینگے۔ پھر کہینگے۔ اے رب ہمارے ہم نے دوزخ میں نیکی (والوں) کو نہیں چھوڑا پھر اللہ فرمائیگا۔ فرشتوں نے شفاعت کی۔ انبیاء (علیہم السلام) نے شفاعت کی اب کوئی چیز ارحم الراحمین کے رحم کے سوا باقی نہیں رہی۔ یہ کہہ کر (اللہ تعالیٰ) دوزخ سے ایک مٹھی بھر کر نکال لیگا۔ جنہوں نے کبھی بھلائی نہیں کی۔ یہ لوگ جل کر کوئلہ ہوگئے ہونگے۔ ان کو اس نہر میں ڈال دیا جائیگا۔ جو جنّت کے دروازوں پر ہوگی۔ اور جس کا نام نہر حیوٰۃ ہے۔ یہ لوگ نہر میں سے ایسے تروتازہ نکلینگے۔ جیسا دانہ پانی کے بہاؤ کے کوڑے کرکٹ میں اُگتا ہے اور موتی کی مانند چمکدار ہونگے۔ ان کی گردنوں میں نشانیاں اور مہریں ہونگی ان کو دیکھ کر بہشتی یہ کہیں گے۔ یہ لوگ رحمٰن کے (دوزخ سے) آزاد کئے ہوئے ہیں۔ ان کو رحمٰن نے بغیر کسی عمل کے بہشت میں داخل کیا ہے۔ (یعنی نہ تو دُنیا میں کوئی بھلائی کی تھی۔ اور نہ کوئی نیکی آگے بھیجی تھی) پھر ان لوگوں سے کہا جائے گا۔ کہ بہشت میں جو چیزیں تمہیں ملی ہیں۔ اتنی تمہیں اور بھی دی گئی ہیں۔

وما علینا الاالبلاغ المبین واللّٰہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۸ر جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰ر نومبر ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

قال قرآن مجید کی تعلیم سے اور حال اللہ والوں کی صحبت میں درست ہوتا ہے جو عامل بالقرآن ہوتے ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امّا بعد۔ ہمارے اس اجتماع کا جو مقصد ہے اسے مَیں وقتاً فوقتاً مختلف عنوانوں سے عرض کیا کرتا ہوں۔ ہم یہاں اس لئے اکٹھے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ میرے اور آپ کے قال اور حال یا ظاہر اور باطن کی اصلاح فرما دیں۔

مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے کہ وہ بدنام کنندۂ نکو نام اسلام ہیں۔ نہ ان کا قال درست ہے اور نہ حال درست ہے۔ قال اس لئے درست نہیں، کہ قرآن مجید کی تعلیم نہیں ہے۔ حال اس لئے درست نہیں کہ اللہ والوں کی صحبت نہیں ہے۔ یہ ایک دُکھ بھری کہانی ہے۔ جو مَیں عرض کیا کرتا ہوں کہ لاہور کی چودہ لاکھ کی آبادی میں ۱۴ درسِ قرآن مجید مسلکِ نبویؐ کے مطابق نہیں ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم یہاں نہ ہونے کے برابر ہے۔ لاہور تعلیم کا مرکز ہے۔ تقسیم سے پہلے یہاں ۱۳ کالج تھے۔ لاہور مغربی پاکستان کا قلب ہے۔ نہ پشاور قلب ہے اور نہ کراچی۔ وہ اس کونے میں ہے اور وہ اس کونے میں۔ لاہور وسط میں ہے۔ جب لاہور کی یہ حالت ہے تو باقی شہروں کی حالت کو اسی پر قیاس کر لیجئے۔ قلب ہی تمام جسم کی اصلاح اور بگاڑ کا مدار ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

ترجمہ (انسان کے) جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے۴ خبردار! اور وہ دل ہے۔

لاہور میں مسلکِ نبوّتؐ پر قرآن سُنانے والے اوسطاً ایک لاکھ میں ایک نہیں ہے۔

انسان کو پیدا کرنے والے اللہ تعالےٰ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○

سورہ الذاریات پارہ ۲۷ رکوع ۳

ترجمہ۔ اور مَیں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔

قرآن اُس اللہ تعالےٰ کا قانون ہے۔ جس نے انسان کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر آپ اکسفورڈ۔ کیمبرج۔ برلن۔ پیرس۔ ٹوکیو۔ واشنگٹن کی یونیورسٹیوں کی ڈگریاں تو حاصل کرلیں لیکن قرآن نہیں جانتے تو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں آپ جاہل ہیں۔ اس وقت دُنیا میں سوائے قرآن مجید کے مقصدِ حیاتِ انسانی سکھلانے والی اور کوئی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔

مسلکِ نبوت پر قرآن مجید کا درس دینے والوں کی یہ قلّت ہے کہ ایک لاکھ کی اوسط میں ایک بھی نہیں ہے۔ مسلکِ نبوت کے متعلق سورہ الشعرا پڑھ کر دیکھئے۔ سب بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام کی زبان مبارک سے اللہ تعالےٰ نے یہ اعلان کرایا ہے۔ (وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○) سورہ الشعرا پارہ ۱۹ رکوع ۶

ترجمہ - (اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا - میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ الفرقان میں یہ اعلان کروایا گیا ہے
(قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○)

سورہ الفرقان رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ - کہدو میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا - مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہے)

جب آپ مزدوری نہیں مانگتے تو کھائیں گے کہاں سے - اس کے متعلق متصل والی آیت میں فرماتے ہیں -
(وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ الآیہ)

ترجمہ - اور تم اس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہ مرے گا -

مسلک نبوت پر کام کرنے والے اگر ایک لاکھ کی اوسط میں ایک ہوتا تو لاہور میں چودہ ہوتے اور اگر دو لاکھ کی اوسط میں ایک ہوتا تو سات ہوتے - جو نہ امیر کی پروا کرتے اور نہ وزیر کی پروا کرتے سب کے منہ پر حق کہتے - مانگنا تو درکنار شرط یہ کرتے کہ آپ دیں گے بھی تو نہیں لوں گا - جو تنخواہ لے کر پڑھائے گا وہ حق کبھی نہیں کہہ سکتا ؎

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

اس واسطے مسلمان کا نہ قال درست ہے اور نہ حال درست ہے - قرآن شریف کی تعلیم نہ ہونے کے باعث عام طور پر عام مسلمانوں کو صحیح ایمان اور صحیح اسلام کا بھی علم نہیں ہے -

ایمان یہ ہے کہ اے اللہ تیرا اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم میں دل سے مانتا ہوں اور اسلام یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہر حکم کی تعمیل کرے -

ہمارے ہاں ایک شعر مشہور ہے ؎

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا
سُرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

آپ کے ہاں اپ ٹو ڈیٹ جنٹلمین وہ ہے جس کا سُوٹ قیمتی ہو بالوں میں کنگھی پٹی کی ہوئی ہو - انگریز کے وقت میں فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے مسافروں کے لئے جنکشن اسٹیشنوں پر جو بیت الخلاء ہوتے تھے اُن پر لکھا ہوتا تھا "FOR GENTLE MEN" پیسے پاس ہوں خواہ چوہڑا چمار ہی کیوں نہ ہو اور سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہا ہو تو انگریز کی زبان میں وہ جنٹلمین ہے - اگر سیّد ہو با خُدا ہو لیکن کپڑے پھٹے پرانے ہوں تھرڈ کلاس میں سفر کر رہا ہو تو وہ جنٹلمین نہیں - اور نہ اس بیت الخلاء کو استعمال کرسکتا تھا - لیکن اللہ تعالےٰ کے ہاں جنٹلمین وہ ہے - جس کی سیرت سوہنی ہو - جب آپ چاہتے ہیں کہ بیٹا صورت اور سیرت دونوں کے اعتبار سے اچھا ہو - بیوی خوبصورت بھی ہو اور اس کی سیرت بھی اچھی ہو تو کیا اللہ تعالےٰ کو ظاہر اور باطن کی اصلاح کی ضرورت نہیں - یہ مجلس اس لئے ہوتی ہے کہ میرا اور آپ کا ظاہر اور باطن دونوں درست ہو جائیں -

مسلمانوں کی عام طور پر نہ صورت درست ہے اور نہ سیرت درست ہے - ان کا ظاہر بھی خراب ہے اور باطن بھی خراب ایسے مسلمانوں کی دُنیا بھی برباد اور آخرت بھی برباد ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم - نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اللہ تعالےٰ نے بطور بیج اپنے بندے رکھے ہُوئے ہیں جن کا ظاہر اور باطن دونوں درست ہیں - جس طرح ہر چیز کا بیج دُنیا میں قیامت تک رہے گا - اسی طرح جن کا ظاہر اور باطن درست ہو گا وہ بھی بطور بیج قیامت تک رہیں گے

ہندو اتنا بد دیانت نہیں تھا جتنا مسلمان بد دیانت ہے - ہندو اتنا جھوٹا نہیں تھا جتنا مسلمان جھوٹا ہے - مجھے اس کا دُکھ ہے کہ عام طور پر مسلمان کا نہ قال درست ہے اور نہ حال درست ہے - لالے جیل میں کتنے جاتے تھے ؟ چور مسلمان - ڈاکو مسلمان - قاتل مسلمان - اغوا کنندہ مسلمان - مسلمان کے وجود سے اسلام کی بدنامی ہو رہی ہے - اس کا سبب یہ ہے کہ تعلیم قرآن نہیں ہے -

سُنّت اللہ یہ ہے کہ وہ ام القریٰ میں ہادی بھجواتے ہیں - وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا الآیہ　سورہ القصص رکوع ۶ پارہ ۲۰

ترجمہ - اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک اُن کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے -

دہلی ہندوستان کا ام القریٰ ہے - دیکھ لیجئے وہاں کتنے اولیاء کرام سوئے ہُوئے ہیں - شاہ ولی اللہ رح کا سارا خاندان والیوں کا تھا - خواجہ نظام الدین رح - خواجہ بختیار کاکی رح لاہور مغربی پاکستان کا اُم القریٰ ہے - یہاں بھی بکثرت اولیاء کرام سوئے ہوئے ہیں - خواجہ علی ہجویری رح - میاں میر رح - شاہ محمد غوث رح شاہ ابو المعالی رح - لاہور کی ہر چیز کو شرف حاصل ہے - یہاں کے علماء کو بھی جو شرف حاصل ہے وہ کسی اور جگہ کے علماء کو نہیں ہے - اللہ تعالےٰ کی اصطلاح میں آپ ام القریٰ میں رہتے ہیں - اللہ تعالےٰ ہر دور میں ہادی بھجواتے رہے ہیں تاکہ اس دور کے رہنے والے انسان قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکیں
(مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ الآیہ)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ - ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے نہیں آیا تھا -

قال درست کرنے والے وہ علماء کرام ہیں جو مسلک نبوّت پر درس قرآن دیں - جو خدا سے لے کر کھائے گا وہ خدا لگتی کہے گا - حال درست کرنے والے اولیاء کرام ہیں - اور بعض اوقات یہ دونوں نعمتیں جمع بھی ہوتی ہیں - وہ حضرات قال اور حال دونوں کے جامع ہوتے ہیں - جن کا قال اور حال درست ہو گا - ان کی قبریں جنّت کا باغ بن جائیں گی - اور جن کا نہ قال درست ہوگا اور نہ حال ان کی قبریں جہنّم کا گڑھا ہوں گی - صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ - قبر کے حالات ان آنکھوں سے نظر نہیں آتے - ان کو دیکھنے کے لئے باطن کی آنکھیں چاہئیں آپ کہتے ہیں - بینا سارے اندھا کوئی کوئی - میں کہتا ہوں اندھے سارے - بینا کوئی کوئی -

اللہ تعالےٰ بھی یہی فرماتے ہیں (فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ) سورہ الحج رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں -

اگر قبر کے حالات دیکھنا چاہو تو آؤ ۱۴ سال کی کمائی میرے پاس لاکر جمع کرادو - پھر میں تمہیں کسی اللہ والے کی خدمت میں لے جاؤں گا - اور ان سے عرض کروں گا کہ حضرت ! اس نوجوان کی تربیت فرما دیجئے - وہ تم کو جب تربیت فرمائیں گے تو ایک منٹ سے پہلے تمہیں پتہ چلے گا کہ قبر جنّت کا باغ ہے یا جہنّم کا گڑھا -

یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ۱۴

سال باپ کی کمائی کھا کر بی - اے کی ڈگری حاصل کی تھی - اِدھر بھی اتنی ہی محنت کی ضرورت ہے - ہم تمہیں بھیک مانگ کر کیوں کھلائیں - ایسے اولیاء کرام نایاب نہیں کمیاب ضرور ہیں -

انگریز نے ہمارے نوجوان کو بی-اے اور ایم-اے کی ڈگری تو دی لیکن قرآن سے جاہل رکھا - حالانکہ قرآن مجید پر نجات کا مدار ہے - اے انگریز تیرا یہ کمال ہے کہ مسلمان نوجوان کو قرآن نہیں پڑھنے دیا - باقی سب کچھ پڑھا دیا - میں عرض کر چکا ہوں کہ قال قرآن مجید کی تعلیم سے درست ہوتا ہے - اور حال اللہ والوں کی صحبت میں درست ہوتا ہے - عام طور پر مسلمان کو نہ قرآن مجید کی تعلیم ہے اور نہ اللہ والوں کی صحبت اس لئے نہ اس کا قال درست ہے اور نہ حال درست -

ایک چیز ختم ہوگئی اب ایک اور چیز عرض کرتا ہوں - پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان خوفِ خدا سے احکامِ الٰہی کی تعمیل کرتا ہے - دوسرا درجہ اس سے اونچا ہے - اور وہ ہے محبت کا درجہ جب اللہ تعالیٰ محبوب ہو جاتا ہے - تو پھر اس کو محبوب سمجھ کر انسان اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے - جیسے بچّہ ماں کا محبوب ہے - جب بگڑ جائے تو وہ مناتی ہے جو مانگے دیتے جاتی ہے - یہ چیز نہ اسکولوں اور نہ کالجوں میں ملتی ہے اور نہ بے عمل علماء کی صحبت میں - یہ اللہ والوں کی صحبت میں حاصل ہوتی ہے + میرے دو مربّی ہیں - حضرت دین پوری رح جو شجرہ میں دائیں طرف ہیں - اور حضرت امروٹی رح جو بائیں طرف ہیں - میرے کاسۂ گدائی میں دونوں حضرات کچھ نہ کچھ ڈال دیا کرتے تھے - اب میں دونوں کے چند واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں - حضرت دین پوری رح کے جتنے خادم تھے وہ کیکر کے چھلکے سے رنگے ہوئے کھدر کے کپڑے پہنتے تھے - ان کو عشاء کی نماز کے بعد چاولوں کے پھیکے بھات کا ایک پیالہ ملتا تھا - دو گھنٹے بعد پیشاب آیا اور طبیعت صاف ہوگئی - اٹھ کر بیٹھ گئے اور ذکر شروع کر دیا - ان کو حلال طیّب غذا ملتی تھی اور صحبت حضرت دین پوری رح کی نصیب تھی - دن کو بعض اوقات اُبلی ہوئی گھنگھنیاں ملتی تھیں - ان میں سے ایک بوڑھا خادم ایک دن مجھ سے پوچھتا ہے کہ قیامت کے دن ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ہوگا - میں نے کہا جی ہاں دیدار ہوگا - اس کے بعد کہنے لگا - کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کو بڑا دل چاہتا ہے - اس کی بڑی ہی نعمتیں کھائی ہیں - یہ اللہ والوں کی صحبت کا اثر ہے - کہ پھیکا بھات اور اُبلی ہوئی گھنگھنیاں غذا ملتی ہے - اور وہ اس کو اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں سمجھتے ہیں میں ان نعمتوں کی تحقیر نہیں کرتا - لیکن دنیا داروں کی نظر میں ان کی کوئی قیمت ہے؟ اس کے مقابلہ میں تعلیم یافتہ نوجوان کو لیجئے - جو ڈبل روٹی کے ٹوسٹ مکھن - انڈے - پیسٹری - دودھ اور چائے وغیرہ اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتیں کھاتا ہے - نہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کرتا ہے - اور نہ کھا کر شکر کرتا ہے - الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین -

ترجمہ - شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمانوں میں سے بنایا -

حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام میں سے ایک مولوی محمد شریف تھے - وہ پستہ قد تھے اور لمبی داڑھی تھی - وہ حکیم بھی تھے اور عالم بھی - ایک دفعہ ان کے مکان کو آگ لگ گئی - گاؤں کے لوگوں کو جب پتہ چلا - تو انہوں نے آکر چیزیں باہر نکال کر رکھنی شروع کیں - اور یہ اٹھا اٹھا کر پھر ان کو آگ میں ڈال دیتے اور فرماتے کہ جس نے دی ہیں جب وہ جلانا چاہتا ہے تو تم کیوں نکالتے ہو -

ایک دفعہ یہی مولوی محمد شریف سردی کے موسم میں مچھلی پکوا کر راتوں رات، دیگچہ سر پر اٹھا کر پیدل سفر کر کے صبح حضرت رح کی خدمت میں لا کر پیش کیا کہ میرا محبوب کھائے گا - کسی نے پوچھا مولوی محمد شریف کونسی سواری پر آئے تو فرمایا عشق کے گھوڑے پر آیا ہوں -

حضرت امروٹی رح کے ہاں ایک دار الحفاظ تھا - جس میں گاؤں کے بچّے پڑھتے تھے - لنگر کی جو زمین تھی اس میں حضرت رح نے کھجوروں کے درخت لگوا رکھے تھے - دار الحفاظ کے بچّے چھٹی کے وقت کچّی کھجوریں توڑ کر کھاتے تھے - ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت رح سے شکایت کی کہ حضرت! دار الحفاظ کے بچّے کچّی کھجوریں توڑ کر کھا رہے ہیں - حضرت رح جلالی مزاج تھے - حاجی اللہ ورایا جو حضرت رح کا خادم تھا اس سے فرمایا اللہ ورایا! ان بدمعاشوں کو پکڑ کر لاؤ - تو میں ان کو سزا دوں - وہ بے ساختہ عرض کرتا ہے - حضرت! سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں - یہ ہے اصلاح حال انسان سب کچھ ہو اور پھر یہ سمجھے کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں - حضرت رح خاموش ہوگئے - اس نے حضرت رح کی طبیعت کا رُخ پھیر دیا - حاجی اللہ ورایا جاہلِ مطلق تھا - اس کا کام صرف اتنا تھا کہ لنگر سے کھانا لا کر مہمانوں کے آگے رکھ دینا - اور جب کھا چکیں تو برتن لنگر میں پہنچا دینا - لیکن حضرت رح کی صحبت کا اس پر رنگ چڑھا ہوا تھا + رنگ الٰہی ہے قرآن - صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۔ الآیۃ

سورہ البقرہ پارہ ۱ رکوع ۱۶

ترجمہ - ہم اس حالت میں رہیں گے - جس میں اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے - اور کون ہے جس کے رنگ دینے کی حالت اللہ تعالیٰ سے خوبتر ہو -

علمائے کرام اس رنگ کے رنگ فروش ہیں اور صوفیائے عظام رنگساز ہوتے ہیں - ایک شخص اپنی پگڑی کو رنگوانا چاہتا ہے - وہ رنگ فروش کے پاس جا کر کہتا ہے کہ اس کو رنگ دینا ہے - رنگ فروش کہتا ہے - میاں جی چونی مجھے دیدو تو رنگ دے دیتا ہوں - پھر وہ رنگ ساز کے پاس جاتا ہے جو پگڑی کی تار تار میں رنگ چڑھا دیتا ہے - اسی طرح رنگ الٰہی کے رنگ فروش ہیں علمائے کرام - اور رنگساز ہیں صوفیائے عظام، ان کی صحبت میں جو رنگ چڑھتا ہے وہ سابقہ مثالوں سے بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے - بعض بندے جامع بھی ہوتے ہیں اگر کوئی جامع بزرگ مل جائے جو ظاہر کا فاضل اجل ہو اور باطن کا کامل ہو تو پھر دوسرے کسی دروازہ پر جانے کی ضرورت نہیں +

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی نظر میں وہ شخص سوہنا ہے جو نظر نیچی رکھے کسی کا مال ناحق نہ کھائے - اگر پانچ روپیہ من کوئی چیز خریدی ہے تو صاف کہے کہ میاں جی! پانچ روپیہ من میری خرید ہے اور چھ روپیہ من دوں گا - آنحضرت کا ارشاد ہے -

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

(ترجمہ - جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے وہ (زبان سے) اچھی بات کہے یا خاموش رہے) اس آئینہ میں منہ دیکھئے کہ کتنے ہیں جو اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں -

اللہ تعالیٰ مجھ سے جو کہلاتے ہیں اس کو اپنا حال بنانے کی مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائیں - آمین یا الٰہ العالمین -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے قانون کے شارح ہیں - اللہ تعالیٰ مجھ اور آپ سب کو اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ دونوں کا محبوب بنانے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین -

مذہب اسلام میں مساوات

(از قلم جناب ثناء اللہ خان قریشی سال دوم گورنمنٹ کالج جھنگ صدر)

۶۱۰ء سے لے کر ۶۳۲ء تک کے درمیانی عرصہ میں جبکہ اسلام کی روشنی نے صحرائے عرب کے ذرّہ ذرّہ کو اپنی مبارک شعاعوں سے پوری طرح جلا بخشا اور عرب کے بادیہ نشینوں کے دلوں کی لوح نسیاں پر اسلامی شریعت اور اخلاق کے بنیادی اصول اچھی طرح ثبت ہوچکے، تو آپ نے حج کا موقعہ مناسب خیال فرمایا۔ کیونکہ اس موقعہ پر تمام عرب کے مسلمان اپنے مرکز پر جمع ہوسکتے تھے۔ آپؐ کے حکم کے مطابق ہزارہا مسلمان آپ کے ہمرکاب چلنے پر تیار ہوگئے۔ یہ حج آپؐ کا آخری حج تھا۔ اس لئے تاریخ کے صفحات میں اسے حجۃ الوداع کے نام سے لکھا جاتا ہے۔ فریضۂ حج سے فارغ ہوکر آپؐ "منیٰ" کے میدان میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں امت کے نام آخری پیغام دیا۔ جو کلماتِ زرّیں زبانِ پاک سے دہرائے:۔

"لوگو! تم سب کا رب ایک ہے۔ اور تم سب ایک ہی باپ (حضرت آدمؑ) کی اولاد ہو۔ عربی کو عجمی پر اور سرخ کو سیاہ پر کالے کو گورے پر۔ امیر کو غریب پر اور آقا کو غلام پر کوئی فوقیت یا برتری نہیں۔ تم سب میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ خُدا

. . . . سے ڈرنے والا ہے۔" دیکھو! اگر کوئی حبشی بھی تمہارا امیر ہو اور وہ خدا کی کتاب (قرآن) کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ دیکھو! تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ (کل مومن اخوۃ) آپؐ نے فرمایا کہ عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ہیں۔ جس طرح مردوں کے عورتوں پر دُنیا کی تاریخ میں پہلی بار عورت کو مساویانہ حقوق عطا ہوئے۔ غلاموں کے ساتھ برابر کا سلوک کرنے کو فرمایا۔ یعنی جو تم خود کھاؤ وہ غلاموں کو کھلاؤ جو خود پہنو وہ اپنے غلاموں کو زیب تن کراؤ۔

دنیا کے تمام فسادات کا اصل الاساس نسلی۔ جغرافیائی اور لسانی امتیازات ہیں۔

ظہورِ اسلام کے وقت (جیسا کہ آج کل بھی ہے) مخلوقِ خُدا مختلف طبقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ غریب لوگ اُمرا کی ہمسری نہیں کرسکتے۔ اور گورے کو کالے پر محض رنگ کی بنا پر تفوق حاصل تھا۔ آپؐ نے یہ تمام امتیازات ختم کردیئے اور انسانیت کو ایک سطح پر لا کھڑا کردیا۔ حج کے موقعہ پر کوئی چشمِ طائر بین انسان بھی آقا اور غلام میں تمیز نہیں کرسکتا۔ بلحاظ رُتبہ بلحاظ پوشاک اور بلحاظ امارت وغیرہ سے

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے
(اقبال)

خلافتِ راشدہ کے دور کو اتنی اہمیت کیوں حاصل ہے؟ اس دور میں ہم مساوات کی اہمیت کا مطالعہ کریں گے۔ اور دیکھینگے کہ خلفائے راشدین نے مساوات کو کہاں تک اپنایا تھا۔

(۱) جب حضرت ابوبکرؓ نے فرمانِ نبویؐ کے مطابق اُسامہ بن زید کو جنگِ موتہ کی انتقامی مہم کے لئے روانہ کیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ خود فوج کو رخصت کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت اُسامہ گھوڑے پر سوار تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ اُسامہ نے بہتیرا کہا کہ آپ سوار ہو جائیں یا مجھے اُترنے کی اجازت دیں مگر آپ نہ مانے اور جواب میں فرمایا۔" ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں ہوسکتی کیا حرج ہے۔ اگر میں خدا کے راستے میں تھوڑی دور چل کر اپنے پاؤں غبار آلود کرلوں۔ جبکہ غازی کے ہر قدم کے بدلے سات سَو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔" آپ اُسامہ کے گھوڑے کی باگ تھامے ہُوئے جا رہے تھے اور ساتھ ہی اُسے جنگ کے متعلق ہدایات دے رہے تھے۔

(۲) جنگِ موتہ کے شہدا کا انتقام لینے کے لئے جب اُسامہ بن زید کی مہم تیار ہوئی۔ تو حضرت عمر فاروقؓ جو ع

"کردار میں افکار میں اللہ کی برہان"

بھی بطور ایک معمولی سپاہی اس کے لشکر میں شامل تھے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کا مدینہ میں رہنا اتنا ضروری خیال فرمایا۔ کہ آپ نے حضرت عمرؓ کے کمانڈر (Commander) سے اپنی ضروریات کا اظہار کیا اور اسامہ کی اجازت سے آپ کو روک لیا۔

(۳) جنگ قادسیہ جس دن سے شروع ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ ہر روز صبح قاصد کے انتظار میں مدینہ سے باہر نکل جاتے اور دوپہر کو واپس آتے۔ ایک دن حسبِ معمول قاصد کے انتظار میں تھے۔ کہ ناقہ سوار حضرت سعدؓ کا فتح نامہ لئے ہوئے مل گیا اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ امیرالمومنین ہیں اس لئے وہ سوار ہی رہا آپ اُسکے ساتھ ساتھ پیدل چلتے تھے۔ اور لڑائی کے حالات پوچھتے تھے۔ اسی حالت میں دونوں شہر کے اندر داخل ہوئے جب ناقہ سوار نے دیکھا کہ سب لوگ حضرت عمرؓ کو امیرالمومنین کہہ کر سلام کر رہے ہیں تو وہ بہت سراسیمہ ہُوا اور گزارش کی کہ آپ نے پہلے کیوں نہ بتایا تاکہ میں اس گستاخی کا مرتکب نہ ہوتا۔ فرمایا کچھ حرج نہیں تم اپنا سلسلہ کلام نہ توڑو۔ سبحان اللہ مساوات ہو تو ایسی ہو۔

(۴) دورِ فاروقی کی خصوصیت "مساوات" ہے۔ سُنّتِ رسولؐ کی پیروی کرتے ہُوئے آپ نے تمام امتیازات کو مٹا کر شاہ وگدا اور بلند و پست کو ایک سطح پر کھڑا کردیا۔ اس کا عملی ثبوت خود ان کی ذات تھی۔ آپ نے ثابت کر دکھایا کہ قانون کی نظر میں میں (عمرؓ) اور ایک معمولی مسلمان برابر ہیں۔ خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت بنی غسان کے ایک فرمانروا "جبلہ" نے ایک مسلمان کو اس جرم میں تھپڑ مار دیا۔ کہ اس کی چادر پر اس مسلمان کا پاؤں جا پڑا تھا۔ اس مسلمان نے تھپڑ کا جواب تھپڑ سے دیا (جبلہ) نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی اور کہا کہ اس شخص نے میری گستاخی کی ہے۔ اس لئے قتل کا سزاوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ " ہاں جاہلیت میں ایسا ہی ہوتا تھا۔ لیکن اسلام نے پست و بلند کو ایک کر دیا ہے جیسا تم نے کیا ویسا پایا؟"

(۵) ایک روایت سے ظاہر ہے کہ

جب حضرت عمرؓ بیت المقدس روانہ ہوئے تو صرف آپ کے ہمراہ غلام تھا اور یہ طے ہوا کہ دونوں باری باری اونٹ کی سواری کریں۔ اتفاق سے جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو اُس وقت آپ کے غلام کی باری تھی۔ بیت المقدس سے ایک منزل ادھر سردارانِ فوج نے آپ کا استقبال کیا۔ اور آپ اسی طرح اونٹ کی مہار تھامے بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ اس قسم کی مثال دُنیا کے دوسرے مذاہب پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

ہندوستان (انڈیا) کی سماجی حالت دُنیا والوں کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ذات پات نے ہندو معاشرہ کو ہزاروں حصّوں میں منقسم کر دیا۔ جن میں سے ہر حصّہ اپنی جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے ہندو سماج میں قومی یا اجتماعی شعور پیدا نہ ہو سکا۔ ہر آدمی اپنی ذات ( ) کو اعلیٰ اور برتر خیال کرتا تھا۔ اور فخر کا ذریعہ خیال کرتا تھا۔ اِس لئے جذبۂ اتحاد کی بجائے نفرت اور عدم تعاون کے جذبات پیدا ہوگئے۔ ایسی غیر متحد قوم ترقی نہیں کرسکتی تقریباً ہر حملہ آور کے سامنے ہندوؤں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور ہر میدان میں شکست ان کے مقدر میں لکھی گئی۔ جن میں سے ایک سکندرِ اعظم بھی تھا۔ جس نے اس کے سیاسی انتشار سے فائدہ اُٹھایا۔ ذات پات سے فرد کی آزادی مسلوب ہوگئی۔ برہمن کا لڑکا اپنی عیاشی۔ نالائقی اور خباثت کے باوجود بھی سماج میں قدر و منزلت کی نگاہ سے پرکھا جاتا ہے۔ اور اس کے برعکس شودر کے لڑکے کی تمام خداداد صلاحیتیں بے معنی تھیں اور اس کے لئے دُنیا میں امید کی کوئی کرن نہ تھی۔ اس کی کامیابی کے افق پر تاریک بادل چھائے ہوئے تھے۔ مہد سے لحد تک اس کی حیات اس کے شوم سماج کے لئے بارگراں اور باعثِ ننگ و نام بنی رہتی تھی۔ اور وہ جب دوسرے لوگوں کو یعنی دوسرے طبقہ کے لوگوں کو اپنے غموں کا مداوا کرتے ہوئے نہ پاتا تھا تو وہ خود بھی اپنی زیست سے مایوس ہو جاتا۔ اور ایزد تعالےٰ کو ان تمام بدبختیوں اور بندشوں کا جو اس کے سماج کے آہنی

باقی صفحہ ۲۱ پر

ذکر الٰہی سے مُنّہ موڑنے والے مت بنو

(ازجناب محمد شفیع عمر الدین صاحب سجاول)

ارشاد باری تعالےٰ جل شانہٗ ہے:
(قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ط بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝)

سورہ الانبیاء آیت ۴۲

ترجمہ۔ کہہ دو تمہاری رات اور دن میں رحمٰن سے کون نگہبانی کرتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑنے والے ہیں۔ (از حضرت مولانا احمد علی صاحب)

شیخ الاسلام کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو:

رحمٰن کے غصّہ اور عذاب سے تمہاری حفاظت کرنے والا دُوسرا کون ہے؟ محض اس کی رحمتِ واسعہ ہے جو فوراً عذاب نازل نہیں کرتا۔ لیکن ایسے رحمت والے، حلیم و بردبار کے غُصّہ سے ڈرنا بھی بہت چاہیئے۔ نعوذ باللہ من غضب الحلیم۔

"یعنی رحمٰن کی حفاظت کا اُن کو احساس اعتراف نہیں۔ عیش و تنعم پُر امن زندگی نے پروردگار حقیقی کی یاد سے غافل کر رکھا ہے اِسی لئے جب اس کی طرف سے کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو مُنہ پھیر لیتے ہیں کہ یہ کہاں کی باتیں شروع کر دیں۔"

الحاصل ہمیں اللہ تعالےٰ کے غضب اور غُصّہ سے خائف رہنا چاہیئے۔ ہمیں رات دن وہ افعال نہ کرنے چاہئیں جو اس کے غضب کو دعوت دیتے رہیں۔ ظلم سے باز آ جانا چاہیئے۔ قرآن کریم اور احادیث شریف کے احکام پر چل کر اس کی رضاجوئی حاصل کرنی چاہیئے۔ اس کے احکام اور ذکر سے حتی المقدور ذرّہ بھر بھی پہلوتہی نہ کرنی چاہیئے۔ اس کی یاد سے غفلت سینکڑوں مصائب اور آفات کا باعث بن سکتی ہے کسی اللہ والے نے کیا ہی موزوں حقیقت بیان فرمائی ہے سے

ز تو یک نفس جُدا شدم شدہ صد بلا نصیبم
من و بے تو زندگانی نکند خُدا نصیبم

حضرت سیّدنا و مرشدنا امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ابھی تک کچھ نہیں گیا۔ اصل کی فکر کرنی چاہیئے۔ اس بارے میں سب سے اچّھا کام یہ ہے۔ کہ اُن بزرگوں کی صحبت اختیار کریں جن کے قلوب کو اطمینان حاصل ہے۔ اور ماسوٰی اللہ سے پاک ہیں۔ اور اگر ایسی قیمتی صحبت نہ مل سکے تو اپنا وقت ذکرِ الٰہی، جو ایسے صاحب دل بزرگ سے حاصل کیا ہو، میں صرف کریں اور ذکرِ الٰہی میں رخنہ ڈالنے والی ہر چیز سے کنارہ کرنا چاہیئے۔ اور شرعی حلال و حرام کے بارے میں بہت احتیاط برتنی چاہیئے۔ پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرنا لازم جانیں۔ اور سب ارکان کو پوری طرح بجا لانے میں نہایت کوشش کریں اور اس بات کا خاص خیال رہے کہ نمازیں مستحبہ اوقات پر ادا ہوں۔" (از مکتوب ۴۷ دفتر دوم)

ذکر الٰہی سے سب سے بڑا اعراض کرنے والا اور مُنہ موڑنے والا وہ ہے جو خواہشات نفسانی کا بندہ بن جائے اور شرعی اوامر و نواہی کا دھیان نہ رکھے۔

حضرت محمد بن الفضل البلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بزرگ تریں اہلِ معرفت و مجتہد تریں ایشاں باشد۔ در ادائے شریعت، و راغب تریں ایشاں در حفظِ سُنّت، و ہر کہ بحق نزدیکتر بود بر امتثال امرش حرص تر بود۔ و ہر کہ دور تر از متابعت معرض تر۔" (نفحات الانس جامیؒ)

ترجمہ۔ اہل اللہ میں بہت بڑا بزرگ اور مجاہد وہ ہے جو شریعت پر پوری طرح گامزن ہو۔ اور سُنّت رسول اللہؐ کی حفاظت پر بہت دھیان رکھتا ہو۔ جس کو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس کے ہر حکم کا عملی نمونہ ہوتا ہے جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے دور ہو۔ وُہی بڑا مُنّہ موڑنے والا ہوتا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں فہم سلیم عطا کرے۔ آمین۔

حقیقتِ قربِ خداوندی

(از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

(یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) پ۶ ع ۱۰

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ ڈرتے رہو اللہ سے
اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ اور جہاد
کرو اُس کی راہ میں تاکہ تمہارا بھلا ہو

وسیلہ کی تفسیر ابن عباسؓ، مجاہدؒ، ابو وائلؒ حسن وغیرہم اکابر سلف نے قربت سے کی ہے۔ تو وسیلہ ڈھونڈنے کے معنی یہ ہونگے کہ اُس کا قرب و وصول تلاش کرو۔ قتادہ نے کہا کہ خدا کی نزدیکی حاصل کرو۔ اُس کی فرمانبرداری اور پسندیدہ عمل کے ذریعہ سے۔ اور وہ جو حدیث میں آیا ہے۔ کہ "وسیلہ" جنّت میں ایک نہایت ہی اعلےٰ منزل ہے جو دُنیا میں سے کسی ایک بندہ کو ملے گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اذان کے بعد میرے لئے خُدا سے وُہی مقام طلب کیا کرو۔ تو اس مقام کا نام بھی وسیلہ اسی لئے رکھا گیا کہ جنّت کی تمام منزلوں میں وہ سب سے زیادہ عرشِ رحمان کے قریب ہے۔ اور حق تعالےٰ کے مقامِ قرب میں سب سے بلند واقع ہُوا ہے۔ بہر حال پہلے فرمایا کہ ڈرتے رہو اللہ سے۔ لیکن یہ ڈر ایسا نہیں جیسے آدمی سانپ، بچھو یا شیر، بھیڑیے سے ڈر کر دُور بھاگتا ہے بلکہ اس بات سے ڈرنا کہ کہیں اُس کی خوشنودی و رحمت سے دُور نہ جا پڑو۔ اسی لئے اِتَّقُوا اللّٰهَ کے بعد وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ فرمایا یعنی اس کی ناخوشی، بعد و ہجر سے ڈر کر قرب و وصول حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے قریب ہم اُسی وقت ہو سکتے ہیں جبکہ درمیانی راستہ قطع کرلیں جس پر چل کر اس کے پاس پہنچ سکتے ہیں۔ اُسی کو فرمایا۔ "وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ" جہاد کرو اس کی راہ میں، یعنی اس کی راہ پر چلنے کی پوری پوری کوشش کرو۔ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ، تاکہ اُس کی نزدیکی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکو۔

(وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ ۖ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝) پ۱۵ ع ۹

ترجمہ۔ اور کچھ رات جاگتا رہ قرآن کے
ساتھ۔ یہ زیادتی ہے تیرے لئے۔
قریب ہے کہ کھڑا کر دے تجھ کو
تیرا رب مقامِ محمود میں۔

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ یعنی نیند سے جاگ کر تہجد میں قرآن پڑھا کر یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے۔ کیونکہ تجھ کو سب سے بڑا مرتبہ دینا ہے۔

مقامِ محمود، شفاعتِ عظمیٰ کا مقام ہے۔ جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ سے عرض کر کے خلقت کو تکلیف سے چھڑائیں گے۔ اُس وقت ہر شخص کی زبان پر آپ کی حمد و تعریف ہوگی اور حق تعالےٰ بھی آپ کی تعریف کرے گا۔ گویا شانِ محمدیتؐ کا پورا پورا ظہور اُس وقت ہوگا۔

حضرت ابنِ مسعودؓ کا بیان ہے نبیِّ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! مقامِ محمود کونسا ہے؟ فرمایا یہ اُس روز ہوگا جب اللہ تعالےٰ کرسیِ عدالت پر رونق افروز ہوگا۔ یہ کرسی آسمان و زمین کی وسعت سے زیادہ بڑی ہے۔ تم کو اللہ تعالےٰ کے سامنے برہنہ پا، برہنہ جسم، بے ختنہ کیا ہُوا پیش کیا جائے گا۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا۔ حکم ہوگا کہ میرے دوست کو لباس پہناؤ۔ اُن کو جنّت کی چادروں میں سے دو سفید چادریں اوڑھائی جائیں گی۔ پھر مَیں اللہ تعالےٰ کی دہنی جانب قریب کھڑا ہوں گا۔ جس کی وجہ سے تمام اوّلین اور آخرین مجھ پر رشک کریں گے۔ (مشکوٰۃ باب شفاعت)

وسیلۂ الٰہی کو اختیار کر کے ہر ایک قسم کی نیکی اور بھلائی کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ اور اس کے برخلاف کرنے میں آخرت کا بُرا انجام بتایا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ جمیع احکامِ الٰہی دو قسم میں منحصر ہیں۔ قسمِ اوّل بُری باتوں کا ترک کرنا۔ اور یہ سب سے مقدم ہے کیونکہ انسان جب تک بُری باتوں کو ترک نہیں کرے گا تو اس کے لوحِ دل پر ضرور ایک ایسا اثر پیدا ہوگا جو اُس کو نیکیوں سے روکے گا۔ اور اپنی ہی طرف کھینچے گا۔ علاوہ اس کے جب کسی لوح پر عمدہ نقش کھینچنا چاہتے ہیں تو اوّل اس کو صاف کر لیتے ہیں پھر کچھ لکھتے ہیں ؎

چاہیئے تجھ کو اگر وصلِ صنم
دل کو خالی غیر سے کر یک قلم

اس لئے سب سے مقدم اس قسم کی طرف وَاتَّقُوا اللّٰهَ میں اشارہ کیا۔

دوسری قسم اچھی چیزوں کا عمل میں لانا، عبادت، سخاوت۔ رحمدلی۔ بردباریٔ صبر و شکر، رضا و تسلیم، وغیرہ ان سب کی طرف وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ میں اشارہ فرما دیا۔ پس یہ کرنا اور نہ کرنا افعال میں بھی معتبر ہے۔ نہ کرنے میں منہیات اور کرنے میں مامورات شامل ہیں اور اسی طرح اخلاق میں بھی، اخلاق رذیلہ تکبّر، عُجب اور ریا کو ترک کرنا چاہیئے۔ بُرد باری، رضا اور تسلیم کو عمل میں لانا چاہیئے۔ اور اسی طرح افکار میں بھی ترک اور عمل معتبر ہیں۔ جن افکار کا ترک لازم ہے۔ وہ بُرے خیالات ہیں جو انسان کے لئے بُری باتوں کی طرف مُحرّک ہوتے ہیں۔ اور اچھے خیالات کو عمل میں لانا چاہیئے۔ جو حَسنات کی طرف مُحرّک ہیں اور اسی طرح یہ ترک اور فعل مقامِ تجلی میں بھی معتبر ہے۔ ترکِ التفات الیٰ غیر اللہ کرنا چاہیئے۔ فعل کیا ہے اُس کی ذات پُر انوار میں مستغرق رہنا۔ اہلِ ریاضت ترک کو تخلیہ کو اور کبھی صَحو اور مَحو اور نفی و فنا کہتے ہیں اور ان سب میں نفی مقدم ہُوا کرتی ہے۔ اسی لئے کلمۂ توحید لا اِلٰہ میں نفی مقدم ہے۔ اثبات اِلّا اللّٰہ مؤخّر، وسیلہ ہر قسم کے اچھے کام ہیں، قرآن مجید، نبیِّ کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور بزرگانِ دین بھی خدا کی طرف کا وسیلہ ہیں ارشاد اور فیض سے انسان خیرات کی طرف راغب ہوتا ہے۔ اور ان ہی کی برکت سے خُدا کا طالب بنتا ہے۔ اور جبکہ حَسنات اور سعادات کا عمل میں لانا کوئی آسان بات زبانی جمع خرچ نہ تھا اس لئے اس کے بعد جاہدوا فی سبیلہ بھی فرما دیا۔ انبیاء علیہم السلام باین علو مرتبت راتوں رویا کرتے اور آنسوؤں کے موتی اُس جمالِ

جہاں آرا کی یاد میں پرویا کرتے تھے صحابہ اور بزرگانِ دین کی جاں کاہیاں مشہور ہیں۔ اس میں طالبانِ ذات کے بلند مرتبہ کی طرف اور لعلکم تفلحون میں طالبانِ عقبیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ (حقانی)

بخاری شریف میں روایت ہے کہ کچھ لوگ جاہلیت میں جنّات کی عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ جن مسلمان ہوگئے اور یہ پوجنے والے اپنی جہالت میں قائم رہے۔ اُن کے حق میں مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔

(قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝) پ۱۵ ع ۶

ترجمہ۔ کہہ پکارو جن کو تم سمجھتے ہو سوا اُس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے۔ کہ کھول دیں تکلیف کو تم سے اور نہ بدل دیں، وہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود ڈھونڈتے ہیں۔ اپنے رب تک وسیلہ کہ کونسا بندہ بہت نزدیک ہے۔ اور اُمید رکھتے ہیں اُس کی مہربانی کی۔ اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے۔ بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جن، ملائکہ، مسیحؑ عزیرؑ وغیرہ کے پوجنے والے سب اس میں شامل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جن ہستیوں کو تم معبود و مستعان سمجھ کر پکارتے ہو وہ خود اپنے رب کا بیش از بیش قرب تلاش کرتے ہیں۔ ان کی دوڑ دھوپ صرف اس لئے ہے کہ خُدا کی نزدیکی حاصل کرنے میں کون آگے نکلتا ہے۔ اُن میں جو زیادہ مقرب ہیں وہی زیادہ قربِ الٰہی کے طالب رہتے ہیں۔ اور سوچتے ہیں کہ کسی سبب سے زیادہ مقرب بندہ کی دُعا وغیرہ کو حصولِ قرب کا وسیلہ بنائیں۔ پس جب تمہارے تجویز کئے ہُوئے معبودوں کا خُدا کے سامنے یہ حال ہے تو اپنے تئیں خود فیصلہ کر لو کہ خدا تعالےٰ کو خوش رکھنا کہاں تک ضروری ہے۔ غیر اللہ کی پرستش سے نہ خُدا خوش ہوتا ہے نہ وُہ جنہیں تم خوش رکھنا چاہتے ہو۔ توسّل اور تعبد میں فرق ظاہر ہے۔ پھر توسّل بھی اسی حد تک مشروع ہے جہاں تک شریعت نے اجازت دی۔

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

مطلب یہ ہے کہ جب وہ خود عابد ہیں تو معبود کیونکر ہوں گے۔ اور جب وہ خود ہی رحمت میں اللہ کے محتاج ہیں اوروں کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ خود عذاب سے بچنے میں اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں تو اوروں سے مضرت کو کیا دفع کرسکتے ہیں۔ پھر ان کا معبود و معین بنانا محض باطل ہوگا۔ تو وہ خود ہی طاعت و عبادت میں مشغول ہیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کا قرب میسّر ہو جائے۔ اور چاہتے ہیں کہ زیادہ قرب ہو جائے۔

بیشک مرشد بھی اللہ تعالےٰ کے راستہ کا وسیلہ ہے۔ پ ۶ ع ۱۰ اس آیت میں چار چیزیں نجات کے واسطے ذکر کیں۔ (۱) ایمان (۲) تقویٰ (۳) وسیلہ کا طلب کرنا (۴) اُس کی راہ میں جہاد کرنا۔

اہل سلوک اس آیت کو سلوک کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں۔ اور وسیلہ مرشد کو جانتے ہیں۔ پس حقیقی نجات کے لئے مجاہدہ سے پہلے مرشد کا ڈھونڈنا ضروری ہے۔ اور سُنّت اللہ بھی اس طرز پر جاری ہے۔ اسی واسطے رہبر کے بغیر راستہ پا لینا نہایت نادر اور کمیاب ہے۔

پس مُرشد اُس شخص کو بنانا چاہیئے جو کسی طرح شریعت کے مخالف نہ ہو۔ اور متابعت قرآن اور حدیث کے سیدھے راستہ پر ثابت قدم ہو۔ ایسے شخص کو اپنا ہادی اور مرشد مقرر کرے۔ لیکن ایسا نہ چاہیئے کہ مرید ہر حال میں اس کی اتباع کو منظور رکھے بلکہ مطلق پیشوا شرع شریف کو جانے اور بالاصالۃ خدا اور رسول کے حکم کا متبع ہو۔ اور جو چیز شرع شریف کی طرف سے مرشد بتائے اسے دل و جان کے ساتھ قبول کرے۔ اور جو کچھ شریعت کے بر خلاف کہے اس کی متابعت ہرگز نہ کرے۔ بلکہ اس کو رد کرے۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (اللہ تعالےٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے) پیر کے ساتھ محبّت حدِ اعتدال تک رکھے۔ تمام محبتوں اور حقوق کی اصل اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

اللہ تعالےٰ کا قرب پیدا کرنے والی عبادات

(۱) حضرت ابی امامہؓ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگوں پر رات کی عبادت ضروری ہے۔ کیونکہ تم سے پہلے صالحین کی یہی عادت تھی۔ یہ عبادت قربِ خدا پیدا کرنے والی گناہوں کی معاف کرنے والی، اور عذاب سے بچانے والی ہے۔

(۲) حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں۔ نبیِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند تعالےٰ تین شخصوں سے خوش ہوتا ہے۔ (۱) وہ شخص جو رات کو بیدار ہوکر نماز ادا کرتا ہے (۲) وہ قوم جو نماز کے واسطے صف بندی کرتی ہے (۳) وہ گروہ جو جہاد کے لئے صف بندی کرتا ہے۔

احادیث دربارۂ حصول قربِ خُداوندی

(۳) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شب کے آخری حصّہ میں اللہ تعالےٰ آسمانِ دُنیا پر رونق افروز ہوتا ہے اور فرماتا ہے۔ وُہ کون شخص ہے جو مجھ سے دُعا کرے اور مَیں اُسے قبول کروں، وہ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور مَیں اس کو عطا کروں، وہ کون ہے جو مجھ سے بخشش چاہے۔ اور مَیں اُس کو بخش دوں۔

(۴) حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دو رکعتیں جو بندہ ادا کرتا ہے ان کے علاوہ خدا تعالےٰ کسی اور افضل عبادت کی جانب توجہ نہیں فرماتا جب تک وہ نماز پڑھتا رہتا ہے اس وقت تک اس پر رحمت نازل ہوتی رہتی ہے۔ بندے کو اس چیز (قرآن) کے علاوہ کسی دوسری چیز سے قربتِ خداوندی تلاش نہیں کرنی چاہیئے۔

(۵) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحمٰن کی عبادت کرو۔ غربا کو کھانا کھلاؤ۔ سلام علیک کے رواج کو پھیلاؤ۔ اور آرام کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ۔

(۶) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ تین شخصوں کو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے (۱) وہ شخص جو رات بھر قرآن کی تلاوت کرے۔ (۲) وہ شخص جو دہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں کو خبر نہ ہو۔ (۳) وہ شخص کہ تمام لشکری جو اس کی ہمراہی میں تھے بھاگ جائیں اور یہ دشمن سے مقابلہ کرتا رہے۔

باقی باقی

"اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

از مولوی گل جھوروی خطیب جامع مسجد ماڈل کالونی جہلم

تاریخ اسلامی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن جن شخصیتوں نے اشاعت اسلام اور انہدام باطل کی کوششیں کی ہیں انہیں ہر قسم کی قربانیاں دینی پڑی ہیں۔ ویسے بھی یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ کسی کام کے لئے جب تک تن، من، دھن کی قربانی نہ دی جائے وہ کام پایہ تکمیل کو مشکل ہی سے پہنچتا ہے موجودہ دور میں جب کہ باطل کے پاس ہمہ قسم کی قوت ہے ذرائع اور وسائل ہیں۔ جب تک علمبرداران اسلام اپنی ہر قسم کی قوت اس کی اشاعت میں صرف نہیں کر دیں گے تب تک ان کا اپنے مشن میں کامیاب ہونا قبیلۂ محال میں سے ہے۔ علمبرداران اسلام (علماء ہوں یا عوام) کو اپنے سابقہ راہنماؤں کو مشعل راہ بنانا چاہئے اور جو جو قربانیاں جس جس طرح انہوں نے دی ہیں اس اس طرح اپنی قربانیاں دے کر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہئے زیر نظر مضمون میں انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چند واقعات پیش کئے جائیں گے۔ جن سے یہ معلوم ہوگا کہ ان لوگوں نے اس کام میں کتنی جدو جہد کی ہے۔

نوح علیہ السلام کی قربانی

سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اشاعت اسلام کا علم بلند کیا۔ تو اپنی قوم کو ۹۵۰ برس تک تبلیغ فرماتے رہے اور مختلف قسم کے مصائب و آلام جھیلتے رہے اور آخر کار قوم کے مصائب سے تنگ آکر پکار اٹھے۔ کہ اے اللہ میں نے انہیں راہ راست پر لانے کے لئے رات دن ایک کر دیئے۔ مجمع عام میں تقاریر کے ذریعہ بھی اور خفیہ ملاقاتوں میں بھی انہیں تیری وحدانیت سمجھانے کی کوشش کی، مگر ان لوگوں نے میری ایک بات بھی نہ سنی۔ اب ۹۵۰ برس کے بعد ناممکن ہو چکا ہے کہ یہ ایمان لائیں۔ لہٰذا ان پر عذاب لا کر کفر کی جڑ کاٹ دے۔ ۹۵۰ برس کی تکالیف زبان سے کہنا آسان ہے۔ لیکن ان تکالیف کا تصور کر کے جائزہ لیا جائے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کی قربانیاں

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اشاعت دین کا ذمہ اٹھایا۔ تو سب سے پہلے انہیں اپنی جان کی قربانی دینی پڑی کہ انہیں دہکتی آگ میں ڈالا گیا۔ اس کے بعد ترک وطن کر کے محض خدا کے دین کی خاطر عرب کے ریگستانوں میں چپہ چپہ کی خاک چھانی۔ اپنے بیوی بچے بے آب و دانہ گیاہ جنگل میں چھوڑنے پڑے اور آخری قربانی یہ دینی پڑی کہ بڑھاپے کی عمر میں جب کہ انسان کو بچوں کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، اپنے اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری چلانی پڑی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیاں

آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں بحیثیت نبی کے تشریف فرما ہوئے تو وہ تمام مصائب و آلام جو سابقہ انبیاء علیہم السلام کو پیش آئے تھے آپؐ کو برداشت کرنے پڑے بھوک برداشت کی۔ ترک وطن کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مصائب برداشت کئے۔ انہیں بالتفصیل ذکر کیا جائے۔ تو ایک ضخیم کتاب بنتی یہاں صرف ایک واقعہ بطور نمونہ پیش کیا جائیگا جس سے معلوم ہوگا کہ اشاعت دین کے لئے کیا کچھ مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اور کتنی جدوجہد کے بعد اس کام سے انسان بری الذمہ ہوتا ہے۔ نبوۃ مل جانے کے بعد نو برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرماتے رہے اور قوم کی ہدایت اور اصلاح کی کوشش فرماتے رہے۔ لیکن تھوڑی سی جماعت کے سوا جو مسلمان ہو گئی تھی۔ اور تھوڑے سے ایسے لوگوں کے علاوہ جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے آپؐ کی مدد کرتے رہے۔ اکثر کفار مکہ آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہؓ کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ مذاق اڑاتے تھے اور جو ہو سکتا تھا۔ اس سے درگزر نہ کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بھی انہی نیک دل لوگوں میں تھے جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی مدد کرتے تھے دسویں سال جب ابو طالب کا بھی انتقال ہو گیا تو کافروں کو اور بھی ہر طرح کھلے مہار اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کا موقع ملا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے طائف تشریف لے گئے کہ وہاں قبیلہ ثقیف کی بڑی جماعت ہے۔ اگر وہ قبیلہ مسلمان ہو جائے۔ تو مسلمانوں کو ان تکلیفوں سے نجات ملے اور دین کے پھیلنے کی بنیاد پڑ جائے۔ وہاں پہنچ کر قبیلہ کے تین سرداروں سے جو بڑے درجہ کے سمجھے جاتے تھے، گفتگو فرمائی اور اللہ کے دین کی طرف بلایا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اپنی مدد کی طرف متوجہ کیا مگر ان لوگوں نے بجائے اس کے کہ دین کی بات کو قبول کرتے یا کم سے کم عرب کے مشہور مہمان نوازی کے لحاظ سے ایک نو وارد مہمان کی خاطر مدارت کرتے۔ صاف جواب دیدیا اور نہایت بے رخی سے پیش آئے ان لوگوں نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ آپؐ یہاں قیام فرمالیں۔ جن لوگوں کو سردار سمجھ کر بات کی تھی کہ وہ شریف ہوں گے اور مہذب گفتگو کریں گے ان میں سے ایک شخص بولا کہ اوہو! آپ ہی کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ دوسرا بولا کہ اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور ملتا ہی نہیں تھا جس کو رسول بنا کر بھیجتے تیسرے نے کہا میں تجھ سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے کہ اگر تو واقعی نبی ہے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے تو تیری بات سے انکار کر دینا مصیبت سے خالی نہیں! اور اگر جھوٹ ہے تو میں ایسے شخص سے بات کرنا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد ان لوگوں سے نا امید ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ فرمایا مگر کسی نے بھی قبول نہ کیا بلکہ بجائے قبول کرنے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے شہر سے فوراً نکل جاؤ اور جہاں تمہاری چاہت کی جگہ ہو وہاں چلے جاؤ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان سے بالکل مایوس ہو کر واپس ہونے لگے۔ تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا دیا کہ آپ کا مذاق اڑائیں، تالیاں پیٹیں، پتھر ماریں حتےٰ کہ آپؐ کے دونوں جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں واپس ہوئے۔ جب راستہ میں ان شریروں سے کچھ اطمینان ہوا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ بیٹھ کر یہ دعا مانگی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

"اے اللہ میں تجھی سے شکایت کرتا ہوں۔ اپنی کمزوری کے باعث اور بے بسی کی اور لوگوں میں ذلت و رسوائی کی! اے ارحم الراحمین تو ہی ضعفاء کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے! کسی اجنبی بیگانے کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور منہ چڑھاتا ہے

یا کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا ہے۔ اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ تیری حفاظت مجھے کافی ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہوگئیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہوجاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو۔ یا تو مجھ سے ناراض ہو! تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے۔ جب تک تو راضی نہ ہو۔ نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت!!

(حکایات صحابہؓ)

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی اشاعت کے لئے مختلف قسم کی قربانیاں دی ہیں اسی طرح حضور کے جانثاروں نے بھی اپنی ہر قسم کی قربانیاں پیش کی ہیں چند واقعات بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

صحابہؓ کی جانی قربانیاں

حضرت بلال حبشیؓ مشہور صحابی ہیں جو مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہمیشہ مؤذن رہے۔ شروع میں ایک کافر کے غلام تھے۔ اسلام لے آئے جس کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں دیئے جاتے تھے امیہ بن خلف جو مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ ان کو سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر سیدھا لٹا کر ان کے سینے پر پتھر کی بڑی چٹان رکھ دیتا تھا۔ تاکہ وہ حرکت نہ کرسکیں اور کہتا تھا کہ یا اس حال میں مرجائیں۔ اور زندگی چاہیں تو اسلام سے ہٹ جائیں۔ مگر وہ اس حالت میں بھی احد احد کہتے تھے۔ یعنی معبود ایک ہی ہے۔ رات کو زنجیروں میں باندھ کر کوڑے لگائے جاتے اور اگلے دن ان زخموں کو گرم زمین پر لٹا کر اور زیادہ زخمی کیا جاتا تاکہ بے قرار ہوکر اسلام سے پھر جاویں یا تڑپ تڑپ کر مرجائیں عذاب دینے والے اکتا جاتے کبھی ابوجہل کا نمبر آتا کبھی امیہ بن خلف کا کبھی اوروں کا اور ہر شخص اس کی کوشش کرتا کہ تکلیف دینے میں زور ختم کردے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس تکلیف میں دیکھا تو ان کو خرید کر آزاد کردیا اسی طرح دوسرے صحابہؓ کو بھی مختلف قسم کی جانی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ کسی نے زیادہ کسی نے تھوڑی۔

صحابہؓ کی مالی قربانیاں

ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا مال وصول کرنے کے لئے بھیجا میں ایک صاحب کے پاس گیا اور ان سے ان کے مال کی تفصیل معلوم کی تو ان پر ایک اونٹ کا بچہ ایک سالہ واجب تھا میں نے ان سے اس کا مطالبہ کیا وہ فرمانے لگے کہ ایک سال کا بچہ نہ دودھ کے کام کا نہ سواری کے کام کا۔ انہوں نے ایک نفیس نوجوان اونٹنی سامنے کی یہ لے جاؤ۔ میں نے کہا میں تو اس کو نہیں لے سکتا کہ مجھے واجب سے زائد لینے کا حکم نہیں۔ البتہ اگر تم یہی چاہتے ہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اور آج کا پڑاؤ فلاں جگہ تمہارے قریب ہی ہے۔ ان کی خدمت میں جاکر پیش کردو اگر منظور فرمالیا تو مجھے کوئی انکار نہیں۔ ورنہ میں معذور ہوں۔ وہ اس اونٹنی کو لے کر میرے ساتھ ہولئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس آپؐ کے قاصد زکوٰۃ لینے آئے تھے۔ اور خدا کی قسم مجھے آج تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے قاصد نے میرے مال میں کبھی تصرف فرمایا ہو۔ اس لئے میں نے اپنا سارا مال سامنے کردیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اس میں ایک سالہ اونٹ کا بچہ زکوٰۃ کا واجب ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سال کے بچے سے نہ تو دودھ ہی کا نفع ہے نہ سواری کا اس لئے میں خود لے کر حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر واجب تو وہی ہے جو انہوں نے بتلایا ہے مگر تم اپنی طرف سے اس سے زیادہ اور عمدہ مال دو تو قبول ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر دیگا انہوں نے عرض کیا کہ یہ حاضر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔ اور برکت کی دعا فرمائی

یہ ہیں وہ تکالیف اور مشقتیں اور مالی قربانیاں جو ہمارے ان اسلاف نے اٹھائیں ہیں جن کے آج ہم نام لیوا ہیں اور اطاعت گزار ہیں۔ اندازہ لگایا جائے تو یہ بات واضح ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ جس دین کی شمع تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ نے خون جگر دے کر روشن کیا ہے آج بھی اسے روشن ۴۴ رکھنے کے لئے خون جگر کی ضرورت ہے۔ ۴۴

کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم

سحر رومانی

محمد حبیبِ خدا کملی والے
شہنشاہِ ہر دوسرا کملی والے

ہُوا جن سے ہر سُو اُجالا جہاں میں
وُہ ایسے تھی شمعِ ہدیٰ کملی والے

یہ ہستی یہ عالم یہ ارض و سما سب
تجھی پر ہیں سب یہ فدا کملی والے

ہو محبوبِ خالق و نورِ مجسّم
نہیں کوئی ثانی ترا کملی والے

چکا چوند کر دے زمانے کی آنکھیں
ترے رُخ کی ہے وہ ضیاء کملی والے

سحرؔ ہے بہت دور روضے سے آقا
تڑپتا ہے اب دل مرا کملی والے

بچوں کا صفحہ

ایک ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

عزیز بچو! آج ہم تمہیں ایک بوڑھی عورت اور اس کی ضعیف اور کمزور بکری کا واقعہ سُناتے ہیں۔ اس پر غور کرو۔ کہ دُنیا میں اللہ تعالےٰ کے کیسے کیسے نیک بندے ہو گزرے ہیں۔ جو ایک معمولی سے احسان کا بدلہ اس قدر دے دیتے تھے کہ جس کی کوئی حد نہیں

ابوالحسن مدائنی کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضؓ۔ امام حسین رضؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضؓ حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ان کے سامان کے اُونٹ اُن سے جُدا ہو گئے۔ یہ بھوکے پیاسے چل رہے تھے۔ ایک خیمہ پر اُن کا گزر ہُوا۔ اُس میں ایک بُوڑھی عورت تھی۔ اُن حضرات نے اُس سے پُوچھا۔ کہ ہمارے پینے کو کوئی چیز (پانی یا دودھ یا لسّی وغیرہ) تمہارے پاس موجود ہے۔ اُس بُڑھیا کے پاس ایک بہت معمولی سی بکری تھی۔ اُس کی طرف اشارہ کر کے اُس نے کہا کہ اس کا دُودھ نکال لو۔ اور تھوڑا تھوڑا سب پی لو۔ اُن حضرات نے اُس کا دودھ نکالا اور پی لیا۔ پھر اُنھوں نے پوچھا کہ کوئی کھانے کی چیز بھی ہے اس بُڑھیا نے کہا کہ یہی بکری ہے۔ اس کو تم میں سے کوئی ذبح کرے تو میں پکا دوں گی۔ اُنھوں اس کو ذبح کیا۔ اُس نے پکایا۔ یہ حضرات کھا پی کر جب شام کو چلنے لگے تو اس بُڑھیا سے کہا۔ کہ ہم ہاشمی لوگ ہیں۔ اس وقت حج کے ارادے سے جا رہے ہیں اگر ہم زندہ سلامت واپس مدینہ پہنچ جائیں تو تم ہمارے پاس آنا۔ تیرے اس احسان کا بدلہ دیں گے۔ یہ حضرات تو اتنا فرما کر چلے گئے۔ شام کو جب اس کا خاوند (کہیں جنگل وغیرہ سے) آیا تو اُس بُڑھیا نے ہاشمی لوگوں کا قصّہ سُنایا۔ وہ بہت خفا ہُوا۔ کہ تو نے اجنبی لوگوں کے واسطے بکری ذبح کر ڈالی۔ معلوم نہیں کون تھے کون نہیں تھے۔ پھر کہتی ہے کہ ہاشمی تھے۔

غرض وہ خفا ہو کر چپ ہو گیا۔ پھر زمانہ کے بعد ان میاں بیوی کو غربت نے جب بہت ستایا تو یہ محنت مزدوری کی نیّت سے مدینہ منوّرہ گئے۔ دن بھر مینگنیاں چُنا کرتے اور ان کو بیچ کر گزر کیا کرتے۔ ایک دن وہ بُڑھیا مینگنیاں چُگ رہی تھی۔ حضرت حسن رضؓ اپنے دروازے کے آگے تشریف رکھتے تھے۔ جب یہ وہاں سے گزری تو اس کو دیکھ کر حضرت حسن رضؓ نے اس کو پہچان لیا اور اپنے غلام کو بھیج کر اس کو اپنے پاس بُلوایا۔ اور فرمایا کہ اللہ کی بندی تو مجھے بھی پہچانتی ہے۔ اُس نے کہا۔ میں نے تو نہیں پہچانا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرا وہی مہمان ہوں۔ دُودھ اور بکری والا۔ بُڑھیا نے پھر بھی نہ پہچانا۔ اور کہا کیا خدا کی قسم تم وہی ہو۔ حضرت حسن رضؓ نے فرمایا میں وہی ہوں۔ اور یہ فرما کر آپ نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کے لئے ایک ہزار بکریاں خرید دی جائیں۔ چنانچہ فوراً خرید دی گئیں۔ اور ان بکریوں کے علاوہ ایک ہزار دینار (اشرفیاں) نقد بھی عطا فرمائے۔ اور اپنے غلام کے ساتھ اس بُڑھیا کو اپنے چھوٹے بھائی حضرت حسین رضؓ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت حسین رضؓ نے دریافت فرمایا کہ بھائی نے کیا بدلہ عطا فرمایا۔ اُس نے کہا۔ ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار۔ یہ سُن کر اتنی ہی مقدار دونوں چیزوں کی حضرت حسین رضؓ نے عطا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر رضؓ کے پاس بھیج دیا۔ اُنھوں نے تحقیق فرمایا کہ ان دونوں حضرات نے کیا کیا مرحمت فرمایا۔ اور جب معلوم ہُوا کہ یہ مقدار دی ہے تو انھوں نے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے۔ اور یہ فرمایا کہ اگر تو پہلے مجھ سے مل لیتی تو میں اس سے بہت زیادہ دیتا۔ یہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار (اشرفیاں) لے کر خاوند کے پاس پہنچی۔ کہ یہ اُس ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ ہے۔

بقیہ "مساوات" صفحہ ۱۴ سے آگے

بقیہ "مساوات" صفحہ ۱۴ سے آگے

ہاتھوں نے اس کے لئے پیدا کر دی تھیں ذمہ دار ٹھہراتا اور اس طرح وہ خداوندی فضل و کرم سے بھی مایوس ہو جاتا۔ لیکن مذہب اسلام میں اس قسم کی مایوسی نہیں ہی۔

ایک مسلمان ہر حال میں خوش و خرم رہتا ہے اور کہتا ہے کہ ؎

جس رنگ میں راکھے داتا اُس رنگ رنگ جائیں

مایوسی تو بالکل ہے ہی نہیں۔

جیسا کہ ؎

دُکھ اور سُکھ کی بر کھا بندے دین ہے تیرے داتا کی
شکر نعمت بھی کرتا جا اور دامن بھی پھیلاتا جا

اللہ کریم ہم سب کو فخر خود بینی اور خود نمائشی سے محفوظ رکھے۔ (آمین) اور اپنے بھائی مسلمانوں کے لئے محبت و ایثار کا جذبہ عطا فرمائے (آمین) کیونکہ ؎

نانک ایسے جھک رہو جیسے ننھی دوب
بڑے بڑے درخت اکھڑ گئے دوب خوب کی خوب

ایڈیٹر عبدالمنان چوہان
رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و عبیل
مغربی پاکستان

رفیع الشان

قرآن مجید مترجم

اُردو زبان میں قرآن حکیم کے متعدد ترجمے اور تفسیریں موجود ہیں لیکن شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کے بے مثل ترجمۂ قرآن اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی جامع اور مکمل تفسیر کی بات ہی اور ہے۔ یُوں سمجھئے کہ علم و معرفت کا ایک سمندر ہے جو کُوزہ میں بند ہو کر سامنے آگیا ہے:

تاج کمپنی نے شیخ الہند اور شیخ الاسلام کے بینظیر ترجمہ و تفسیر کو اُس کی شان و عظمت کے مُطابق بڑی تقطیع پر عکسی بلاکوں کیساتھ طبع کیا ہے۔ صفحہ کا طُول ۱۵ انچ اور عرض ۱۰ انچ ہے۔ عربی متن اور اُردو ترجمہ و تفسیر کی قلم اتنی جلی ہو کہ بڑی عمر کے لوگ بھی آسانی سے تلاوت کر سکیں۔
پتہ ذیل سے نمُونہ کے صفحے مُفت منگوا کر زیارت کیجئے

تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

دیوبندی بریلوی اہلحدیث
اور
شیعہ علماء کا تصدیق شدہ ترجمہ

قرآن مجید مترجم

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب
دوبارہ چھپ کر آگیا ہے
ہدیہ مجلد چھ روپے ...... محصولڈاک عہ
آج ہی طلب فرمائیں
ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا